

عیاشی — ایک علم

علم عیاشی کو سمجھنا شروع ہی ہے، بہت مشکل رہا ہے۔ بلکہ یہ کہتا درصدا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے جاننے والے بہت ہی کم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تک اس علم کی کوئی معتبر کتاب نظر نہیں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ علم بہت ہی مشکل ہے اس لیے اس کو سیکھنے کی جدوجہد بہت ہی کم لوگ کرنے ہیں۔ یا پھر ایسی بات کو اس طریقہ سے بھی ادا کیا جاسکتا ہے کہ اس علم کے معیوب ہونے کی وجہ سے رٹی اس کے قریب نہیں جاتا۔ لیکن جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ غلطی پر ہیں کیونکہ یہ علم طب کا ایک حصہ ہے۔

آج تک بیشمار کتابیں اس موضوع پر تحریر کی گئی ہیں لیکن یہ تمام کتابیں بے کار اور فضول قسم کی باتوں سے پُر ہیں اور ان کتب سے کوئی بھی شخص کوئی اچھی بات اندہ نہیں کر سکتا۔ پنڈت کو کا اپنے آپ کو اس فن اور علم کا موجد گردانتا ہے لیکن اس کی کتب کے مطالعہ سے

معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جھوٹی قسم کی شاعرانہ باتوں کے علاوہ اور کچھ بھی تحریر نہیں کیا۔ اس نے اپنی کتب میں عورتوں اور مردوں کو چار چار قسموں میں تقسیم کیا ہے لیکن یہ تحریر نہیں کیا کہ یہ کہاں پائی جاتی ہیں۔ ہر روز ہماری نظر سے بے شمار مرد اور خواتین گذرتی ہیں اور ان میں اس قسم کے مرد اور خواتین کی تمیز ناممکن ہے اور میرے خیال کے مطابق خود اسے اس بات کا علم نہ تھا کہ ان کی کون کون سی قسمیں ہیں۔ ایک اور جگہ وہ تحریر کرتا ہے کہ ایک مخصوص تاج کو اگر عورت کے خاص عضو کو ہاتھ سے چھیڑا جائے تو بئیر مباشرت کے اس کو منزل کیا جاسکتا ہے لیکن آج کی سائنس نے اس کو بالکل لغو قرار دے دیا ہے۔ ان تمام باتوں کو مد نظر رکھ کر اگر دیکھا جائے تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ نڈت کو کا محض ایک عیاش طبع انسان تھا اور اس نے دوسروں کی ذہنی عیاشی کے لیے چند باتیں تحریر کر دیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

موجودہ معاشرے کے نوجوان مردانہ کمزوری کے باوجود اپنی منکوحہ بیوی کی خبر گیری چھوڑ کر دوسری عورتوں کی صحبت اختیار کرنے کے چکر میں پڑے رہتے ہیں اور اس خیال کو بہتر تصور کرتے ہیں۔ نوجوان اس بات کو نہیں سمجھتے کہ بھلائی کے مقابلہ میں برائی کو پسند کرنا عقلندی کے خلاف ہے۔ اگر خدا نخواستہ کسی نوجوان کے اندر یہ عادت موجود ہے تو وہ عقل کے زور سے اس برائی پر غور کر کے اس کو چھوڑنے کی کوشش کرے۔

۱۔ اگر اس عادت کو چھوڑنا ممکن نہ ہو سکے تو اس عیب کو بحیثیت عیب

کرے د کہ بطور ہنر..... بہتر یہی ہے کہ اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے اپنی منکوحہ بیوی کو چھوڑنے کا خیال دل سے نکال دیا جائے۔ اگر بیوی کی تسلی کے بعد بھی شہوت زور کرے تو دوسری شادی کی طرف متوجہ ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کی تسلی نہیں کرتا تو وہ اپنے شوہر سے ناامید ہو کر اپنی طبیعت کے مطابق غیر مرد سے مشغول ہو جائے گی۔ اس لیے ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ اپنی منکوحہ بیوی کو چھوڑ کر ہرگز برے کاموں کی طرف توجہ نہ دیں۔

اگرچہ جوانی کے آغاز میں شہوت میں شدت اور زبردست دماغی قوت کی وجہ سے مرد کو ہر عورت پر عبور حاصل ہوتا ہے۔ لیکن نوجوانی کا نشہ اترنے اور کثرتِ جماعت کی وجہ سے عام طور جسمانی قویٰ اور خاص طور پر قوتِ شہوت کمزور ہو جاتی ہے بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کثرتِ جماعت اور عیاشی کے سبب مرد بالکل ناکارہ ہو گیا اور کسی قابل نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی بیوی کی تسلی نہ کر سکا۔ جس کی وجہ سے اس کی بیوی اس کی موجودگی ہی میں دوسرے مردوں سے مل کر اس کو ذلیل و خوار کر کے گھر سے نکال دیتی ہے۔ اور پھر اس کی شکل دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتی۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک انسان اپنے زمانے کے عیاش مردوں اور فاحشہ و بے حیاء عورتوں کی صحبت میں نہ بیٹھے وہ اُس وقت تک دنیوی عقل و حواس اور تشہوت و برخواست کی یافت حاصل نہیں کر سکتا۔ این بات

کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں لینا چاہیے کہ شریف آدمی ان کی صحبت میں بیٹھ کر اپنی نیک نامی کو برباد کرے۔ آج کے دور میں یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اکثر لوگ صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے عیاشی کو اختیار کرتے ہیں اور پھر ضعفِ شہوت کے وقت (جس کی پہلی نشانی سرشت اترال ہوتی ہے) عیاشیوں میں بیٹھ کر نشہ استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ نشہ مسک ہوتا ہے۔ ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ صرف چند روزہ بولہ شباب کو دور کرنے کے لیے اپنے ذمہ برائیاں اور بدنامیاں لینا انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے کے شانِ شان نہیں ہے۔ اس لیے کوشش کر کے ان تمام اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے۔

ہم سب کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ مکر و فریب عورت کی فطرت میں شامل ہے۔ اس لیے عقل و مذہب کے نزدیک ان کی وقاداری اور دوستی پر قطعی اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ عورت صرف اُسی وقت تک دوست ہوتی ہے جس وقت تک اُس کو کوئی دوسرا مہربان نہیں مل جاتا۔ جب عورت کسی دوسرے کے پیلو میں بیٹھ جاتی ہے تو وہ آپ کی شکل تک سے نفرت کرنے لگتی ہے۔

عورت چونکہ اُلٹی پسلی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور کبھی کسی نے اُلٹے سے سیدھا پن ہوتے نہیں دیکھا۔ لیکن اس سب کے باوجود دنیوی آرام و آسائش صرف عورت پر منحصر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ عورت ہی دنیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔

حکیم جالینوس اور شیخ الرئیس محدثین ذکرِ بیا کے اقوال کے مطابق جملہ فضائل

بدن کی طرح مادہ منویہ بھی ایک فضلہ ہے اور عام فطرت کی طرح اس کا بھی بدن سے نکلنا ضروری ہے کیونکہ اس کے روکنے سے مختلف قسم کی بیماریاں (جن کو اس کتاب میں مفصل طور پر بیان کیا جائے گا) پیدا ہو کر انسان کو بد مزاج بنا دیتی ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کائنات والی چیز کو حسب مزاج بااعتدال طریق پر نکالنا مناسب اور ضروری ہے۔ بعض لوگ جو مباشرت سے منع کرتے ہیں اور اس کے فوائد سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے قول کا باطل ہونا تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ موجد طب فاضل بقراط اور حکیم جالینوس فرماتے ہیں کہ

”وہ جوان جن کی منی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر مباشرت چھوڑ دیں تو ان کا باطنہ خراب اور سر بھاری رہتے لگتا ہے چنانچہ بہت سے طلبہ جو فلسفہ سکھنے کے باعث فعل مباشرت سے روکے ہوئے تھے۔ اُن میں منی کی کثرت کی وجہ سے رگیں بند ہو گئیں اور سردی کا قلم ہو کر بدنی حرکات کمزور ہو گئے اور وہ بخیر کسی وجہ سے فکر اور غم میں مبتلا رہتے گئے۔ یہاں تک کہ بعض میں پاگل پن کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو ان کو مباشرت کا حکم دیا گیا۔ کچھ ہی مدت میں تمام عوارض اور بیماریاں دُور ہو گئیں اور ان کو صحت کلی حاصل ہو گئی۔“

اس کے علاوہ محدثین ذکر یا ایک بندہ تحریر کرتے ہیں کہ ”ترک جماع کا نقصان دائمی انتشار اور کبھی کبھی سخت دردمند

کہ بعض اوقات شیخ تک پہنچ جاتا ہے، کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

کثرتِ منی کو خارج کرنا خاص طور پر جوانوں میں خوشی، نفسانی اور جسمانی حرکات میں سہولت، فکر و غم کو دور کرنے، برے خیالات اور غصے وغیرہ کو دور کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

جس وقت آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کی حرصِ جوارض ہوتی ہے۔ تہوت کی آگ بجھ جانے کے بعد مرد کی کوئی غرض بھی عورت سے متعلق نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص آسودہ حال ہے تو ہر شخص اس کا تجربہ اور مدد کار ہوتا ہے لیکن اگر آسودگی نہیں ہے تو ماں یا بہن اور بھائی وغیرہ بھی بات بات پر پوچھنے پر جاٹیکہ بیوی جس سے عزت کے باوجود سوائے نان نفقہ کے کوئی تعلق نہیں ہوتا جیسا کہ دنیا دار حضرات جانتے ہیں۔ عقلمند حضرات جس قدر ان کاموں کے انجام اور پس و پیش پر غور و فکر کر کے علیحدہ رہیں گے۔ اتنا ہی آرام و آسائش سے زندگی گذاریں گے۔

اولاد کی زیادتی دنیاوی مشکلات میں اضافہ کا باعث ہے۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ کثرتِ مہاشرت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ نکاح کرتا ہے تو لا محالہ وہ مہاشرت بھی زیادہ کرے گا اور نتیجہ کے طور پر اولاد بھی زیادہ ہوگی۔ جتنی اولاد زیادہ ہوگی مشکلات بھی اتنی بڑھتی چلی جائیں گی۔ یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اگر مہاشرت ایک حد کے اندر نہ رکھی جائے تو زندگی آرام اور سکون سے بسر ہوتی ہے

اور یہ اعضائے جسمانی کے لیے بھی مناسب ہے۔ لیکن آج کل کے کم عقل اور جاہل لوگ چوبیس گھنٹے میں کئی کئی مرتبہ مباشرت کر کے کچھ ہی عرصہ میں اتنے کمزور ہو جاتے ہیں کہ پھر ایک مرتبہ رخصت نہ مباشرت کرنے پر بھی قادر نہیں رہتے حالانکہ کئی کئی مباشرتوں سے عورت کی تسکین بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان لوگوں کا جماع صرف اپنی شہوالی آگ بجھانے کے لیے ہوتا ہے۔ اور ان کا مقصد صرف خود کو نطفہ اندوز کرنا ہوتا ہے نہ کہ عورت کو منزل کرانا۔ اکثر لوگ اپنی کم عقل کی وجہ سے عورت کی تنہائی اور انزال کے راز سے ناواقف ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب عورت منزل نہیں ہوگی تو وہ بار بار جماع کی خواہش مند ہوگی۔ اس وجہ سے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ مرد کی شہوت بالکل ختم ہو جاتی ہے لیکن عورت کی خواہش اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ اس کی وجہ سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عورت میں شہوت مرد کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ عورت کی شہوت کم ہونے کی پہلی دلیل یہ ہے کہ طبی نقطہ نگاہ سے عورت کا مزاج سرد تر ہوتا ہے اور سردی تمام قوتوں کو مُردہ اور ڈھبلا کر دیتی ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہ اگر عورت کی شہوت زیادہ ہوتی تو قرآن کریم میں ایک ایک مرد کیلئے ۲-۳-۴-۵ عورتوں کی اجازت کیونکر ہو سکتی تھی؟ اگر عورت میں شہوت زیادہ ہوتی تو قرآنی فرمان اس کے برخلاف ہوتا۔ عام مشاہدہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو عورت بھی دُنیا میں آئی کسی مرد سے اس کا نکاح ضرور ہوا۔ آج تک کی تاریخ کے مطالعہ سے کوئی ایسی مثال موجود

ہیں ہے کہ کسی عورت نے اپنی شہوت زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا ہو بلکہ یہی تجربہ ہوا ہے کہ عورتیں اپنے شوہر کی عدم خبرگیری اور بے پروائی کی وجہ سے قایم اور بے حیا ہو گئیں۔ اور یہ بھی شرناویس ہی نہیں بلکہ بڑیل ترین لوگوں میں بھی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوا ہے۔ بلکہ اکثر عورتیں اپنے شوہر کی نامردی کو خفیہ رکھتے ہوئے عمر بھر ان کی صحبت میں گزارہ کرتی ہیں۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ جو عورت آغاز جوانی ہی میں بیوہ ہو جائے وہ تازہ زندگی دوسرے شوہر کا منہ نہیں دیکھتی۔

آج کل کے مرد اپنے اور اپنے جنسی ساتھیوں کے عیب چھپانے کے لیے عورتوں پر الزام لگا کر ان کو طعن و تشنیع کرتے رہتے ہیں حالانکہ عورت میں شہوت کی زیادتی کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے۔ عورت کی شہوت کی زیادتی تو اسی وقت ثابت ہو سکتی ہے کہ وہ مرد کے ساتھ منزل ہوا در بھر بھی اس کی خواہش باقی رہے۔ عورتیں اپنی قطری حیا اور شرم کی وجہ سے اصل حال نہیں بتاتیں اور ناواقفی کی وجہ سے مرد عورتوں کو زیادہ پر شہوت سمجھتے ہیں۔ اس لیے اگر اس فن سے واقفیت ہو تو دونوں ہی لطف اندوز ہوں گے اور ان کا آپس میں رشتہ محبت مزید گہرا اور مضبوط ہوگا۔

ہمدانہ غصہ کو کے بارے میں

علاوہ ندرتوں سے انسانی آرتیکل کو ڈھیلہ اور چھوٹا ہوتے کی حالت میں بھی ظاہر رکھ کر تمام مریضوں کے برخلاف ایک امتیاز برقرار رکھا ہے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ انسانی جسم کے تمام اعضا کے علاوہ صرف انسانی عضو تناسل کو ایک عجیب و غریب خاصیت عطا فرمائی ہے کہ یہ انتشار کی صورت میں ایک دم بڑا اور لمبا ہو جاتا ہے اور بچر ڈھیلہ ہونے کی صورت میں چھوٹا اور ڈبلا ہو جاتا ہے۔ ایک ہی عضو کو جب ضرورت دو مختلف حالتیں عطا کرنے میں اس کی نوعیت اور خاص فعل کی طرف کی ملاحظہ و تامل ظاہر ہوتا ہے۔ ورنہ اگر صرف پیشاب ہی نکالنے کی غرض ہوتی تو اس کو اتنا لمبا کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ عورتوں اور خواجہ سراؤں کی طرح کھال میں ایک سوراخ ہی اس مقصد کے لیے کافی ہوتا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کو لمبی شکل میں پیدا کرنے کی وجہ فعل مباشرت اور بچہ دانی تک منی پہنچنا ہے۔ جنس کی وجہ سے سلسلہ تسل جاری رہے۔ تاہم جو عضو تناسل پیدا کرنے کی ضرورت اس لیے نہ تھی کہ یہ حالت صرف اور صرف جماع کے لیے ضروری ہے۔ جو صرف اتفاقہ ظہور پر میرہ ہوتی ہے۔ اور پیشاب خارج

اوقاتِ مذکورہ میں فحش کی تالی کو نرم کرنے کے لیے نکلتی ہے تو بظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ تالی کو نرم کرنے کی تالی سے ایسا کر رکھنے میں حکمت یہ ہے
کہ یہ منی سے مل کر اس کو خراب نہ کر دے۔

جماع کے فوائد

اگر مباشرت معتدل اور مقررہ وقتوں میں کی جائے تو اس سے فاضل
فصلات نکلتے ہیں (جو حرارتِ طبعی کو دبا دے ہوئے ہوتے ہیں) حرارت
عزیزہ کی گواہی بخارتا، بدن کو ہلکا کرتا اور غذا کو ہضم کر کے جسم کو مستعد کرتا
ہے۔ کیونکہ جب غذا کے جوہر میں گھسے ہوئے فضلے نکل جاتے ہیں تو بدن
تحلیل شدہ مادہ کا نعم البدل اور غذا سے ترقی حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا
ہے۔ اور روح کے فصلات تحلیل کر کے جسم کو فرحت پہنچاتا ہے بخارات
و خابہ۔ اور ہو جانے کی وجہ سے یہ فعل روح کی کدورت اور گرمی کو نازل
کرنے کے غصہ کو دور کرنے اور عقل کی سلامتی کا باعث بنتا ہے۔ لذتِ جماع
کی وجہ سے روح کو کشادگی حاصل ہوتی ہے اور باہر کی طرف حرکت کرنے
کی وجہ سے طبیعت کے پریشان کن خیالات دور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ فکر
روح کے اندر بند ہونے اور سکڑنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ فعلِ جماع

منی کے روکے ہوئے دھوئیں کو دل و دماغ سے دور کر کے طبیعت کی خوشی کی وجہ سے برے خیالات، مایوسیوں، وراکثر امراض سو داوی کو دور کرتا ہے ایک طویل مدت تک فعل جماع کو پھوڑنے اور مادہ منویہ کے اپنے ظرف میں بند رہنے کی وجہ سے آنکھوں میں اندھیرا، چکر، سر کا بو جھل رہنا اور کمر میں درد جیسے امراض لاحق ہونے کا موجب ہوتا ہے اور جب بھی مباشرت کی جلتے تو صحت واپس آجاتی ہے۔ تبس وقت مزاج مباشرت کا خواہاں ہو اُس وقت اگر کسی بھی وجہ سے مباشرت ترک کر دیجائے تو بدن سرد ہو جاتا ہے اور بھوک جاتی رہتی ہے اور پھر بغیر مباشرت کے ان امراض سے پیچھا نہیں چھوڑتا۔ جن لوگوں کے جسم میں بخارات اور دھواں بہت زیادہ ہوتا ہے ان کو مباشرت ہی خلائع کرتی ہے۔ جب ظرف میں مادہ منویہ کافی مقدار میں جمع ہو جاتا ہے تو یہ گھٹ کر حرارتِ عزیزی کو سرد کرتی ہے اور یہ چیز تمام جسم کی سردی کا باعث بنتی ہے۔ یہی وجہ سے منی کبھی کبھار زہریلی بھی ہو جاتی ہے اور اس سے بخارات اُٹھ کر عشی اور طبعی وغیرہ کے امراض پیدا کر دیتی ہے۔ ان سب امراض کو جماع ہی سے دور کیا جاسکتا ہے۔

مادہ منویہ کے باہر نکلنے کی وجہ سے کمزوری کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ کثرتِ جماع کرنے والوں کو سردی، بدن میں کمزوری، سستی، حرارتِ عزیزی کا گھٹنا اور قوت کا جلد ٹوٹ جانا جیسے امراض لاحق ہو جاتے ہیں زیادہ جماع کرنے سے بدن سرد ہو جاتا ہے اور حواسِ دماغی، آنکھ اور کان وغیرہ بے کار ہو جاتے ہیں پنڈلیوں میں اس تدریج اور ضعف لاحق ہو جاتا ہے

کہ ان کے لیے جسم کا وزن اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ کثرتِ صنف کی صورت میں تمام اعضا خصوصاً سر سے لیکر آنتِ پشت تک چیونٹیاں سی چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ اس کے بعد دماغ اور پٹھوں میں کمزوری کی وجہ سے رعشہ اور بے خوابی جیسی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ بیرونی گرمی کمر میں جذب ہو کر در و پشت اور در و گردہ و مثانہ کا باعث ہوتی ہے۔ اور جسم میں رطوبت کی کمی کی وجہ سے بال خورہ کی پیدائش ہوتی ہے۔ قبض کی وجہ سے دردِ قویج تکالیف میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ مثلاً اور مسوڑھوں کے مٹ جانے کی وجہ سے بات کرتے ہوئے بدبو پریشان کرتی ہے۔ جماع کے بعد بدن میں کپکپاہٹ پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور جماع کے ایک ساعت بعد متعفن اخلاط اپنی بدبو سے دماغ کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ صنفِ ہضم والے لوگوں کو جماع کے بعد میٹ میں گڑ بڑ محسوس ہوتا ہے شروع ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں کو جماع کرنے سے کپکپی یا سانس کی تنگی اور آنکھوں کا بیٹھ جانا یا سبھوک کا جاتا رہنا جیسے مرض لاحق ہوں ان سے حتی الامکان پرہیز کرنا بہتر ہوتا ہے۔ اس طرح وہ لوگ جن کے سینے یا معدہ میں کمزوری ہو ان کو بھی جماع سے پرہیز کرنا چاہیے۔ جو عورتیں حمل کرانے کی عادی ہوں ان سے بھی علیحدگی اختیار کرنا چاہیے۔

جماع کیلئے بہترین وقت

جماع کے لیے اعلیٰ اور بہترین وقت وہ ہے جب بغیر تکلفات یعنی
 بڑے خزاںات یا اپنی صورت دیکھے بغیر انتشار پیدا ہو۔ دوسرے لفظوں میں
 کثرت متی انتشار کا باعث ہو اور پیٹ زیادہ بھرا ہوا ہو اور نہ ہی بالکل
 خالی ہو۔ تھے اور اسہال کی شکایت یا تکمیر اور بوسیر کی وجہ سے خون زیادہ
 نہ بہا ہو۔ پسینہ زیادہ نہ نکلا ہو اور ہیضہ وغیرہ کی شکایت پیدا نہ ہوتی ہو اور
 ایسی مشقت جو جماعی قوتوں کو کمزور کر دیتی ہے نہ کی ہو۔ پیشاب اور پاخانہ
 کے اخراج میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوتی ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی خیال
 کرنا چاہیے کہ موسم بہت زیادہ سرد یا گرم نہ ہو۔ گرمی میں سردی کی نسبت
 کم نقصان ہوتا ہے۔ اسی طرح رطوبت سے بہ نسبت خشکی کے نقصان کم ہوتا ہے
 کیونکہ رطوبت کی موجودگی میں جماع کرنے سے ہضم خراب ہونے کے علاوہ حرکت
 کی وجہ سے سُدے وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر اتفاقاً معدہ بھرا ہونے کی حالت
 میں موقع ہو تو جماع کے بالکل حرکت نہ کرنے اور دیر تک سوتے رہنے کی
 وجہ سے دواؤں سے اسی کا تدارک ممکن ہے۔ سُدوں کے لیے شکنجین کا استعمال
 مناسب ہے۔ پیٹ بھرے ہونے کی نسبت پیٹ کا خالی ہونا اس لیے زیادہ

مضر ہے کہ مبعی حرارت نبھتے اور روح نکلتی ہونے کی وجہ سے چربی کا پگھلنا اور دق وغیرہ کے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ خالی پیٹ سے صرف معدہ کا خالی ہونا ہی مراد نہیں ہے بلکہ چاروں مقیم کال ہو کر سچی سبک لگی ہوتی ہو اس کے ضرر کو دور کرنے کے لیے اچھے چوہڑا والی غذائیں (جو منی زیادہ پیدا کرتی ہوں) استعمال کریں اور تھم (غذا کا خراب ہو کر بڑی حالت میں تبدیل ہو جانا) کی حالت میں بے احتیاطی ہو جائے اور اس خرابی کو دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ اور اگر قوی استقرافات کی صورت میں جماع سرزد ہو جائے تو فوراً ارداج و حرارت عزیزی اور منی کی کمی کو دور کرنے کے لیے اعضائے رئیسہ کو تقویت پہنچائیں۔ اور پھر اخلاط پیدا کرنے والی غذاؤں میں مشغول ہوں۔

اگر ہیضہ کی صورت میں جماع سرزد ہو جائے تو تھم کے موافق غذا بیر اختیار کریں۔ لیکن اس حالت میں تقویت کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اور محنت و مشقت کی حالت میں مقوی اشیا کا استعمال زیادہ کریں۔ اور حرکات نفسانی کے بعد جماع کرنے میں جہاں تک ممکن ہو حرارت عزیزی و روح کو قوی کرنے پر اپنی توجہ مبذول کر دیں۔ اگر زیادہ گرمی اس کا اتفاق ہو تو دفع حرارت اور تقویت... اور زیادہ سردی کی حالت میں اس کا اتفاق ہو تو دفع سردی اور حرارت سے زیادہ تقویت کا خیال کریں۔ کیونکہ حرارت عزیزی اور قوتوں کے لیے سردی قاتل ہے۔ رطوبت کی حالت میں فوری طور پر ضرر نمایاں نہیں ہوتا۔ جس وقت ضرر محسوس ہو تو تقویت کریں اور خشکی کی حالت

میں خالی پیٹ کی تدابیر استعمال کریں۔
جماع کھانا کھانے کے تقریباً پانچ یا چھ گھنٹے کے بعد یعنی تقریباً آدھی رات گزرنے کے بعد کریں تاکہ اس کے بعد دیر تک سونے کے سبب جماعی کمزوری اور ضرر واقع کر کے بدن بخوبی آرام حاصل کر سکے اور نقطہ قرار پا کر صبح و سالم نختِ جلگہ کی پیدائش کا باعث ہو۔

حاصلِ مطلب یہ ہوا کہ جماع کا اصل وقت وہ ہے کہ جب مٹی کی زیادتی کی وجہ سے تناؤ ہوا اور اس کو دور کرنے سے بدن ہلکا و چست اور خواہش نیتز ہوں۔ صحت کی حفاظت کرنے والوں کو چاہیے کہ دو صحتوں کے درمیان اتنا فاصلہ ضرور مقرر کریں کہ اس کے بعد کمزوری اور مزاج میں کسی قسم کا تغیر محسوس نہ ہو۔ اس حد سے گزرنے کی صورت میں اپنی صحت سے ناامید ہو جانا بہتر ہے۔ آج کل کے بعض لوگ ایسی باتوں پر مہنتے اور طعن کرتے ہیں اور اپنے خیال میں اپنی مٹی کو صحیح خیال کر کے کچھ دن کامیاب ہوتے ہیں لیکن انجام کار نقصان اٹھاتے ہیں اور دنیا بھر میں بدنام ہوتے ہیں۔ اور اس وقت وہ اپنی بیوقوفی کا اقرار کرتے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ

”اب پچھتاتے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت“

جماع کی صورت

جماع کی تمام صورتوں میں صحیح، نقصان سے بے خوف اور مادہ منویہ کے باسانی نکلنے کے اعتبار سے صحیح طریقہ یہ ہے کہ نرم اور ہموار سنبر پر عورت لیٹے اور مرد دو زنانوں کھڑے ہو کر عورت کے دونوں پاؤں اٹھا کر اپنی بغلوں میں رکھنے کے بعد پیڑ سے پیڑ، پیٹ سے پیٹ، سینے سے سینہ اور ہونٹ سے ہونٹ ملا کر آہستہ آہستہ اپنے کام میں مشغول ہو۔ اس طریقہ کے علاوہ دوسرے تمام طریقے جس میں عورت کو اوپر لیکر مرد نیچے سے بمشکل حرکت کرے مشکل سے منی نکلنے کی وجہ سے من کیلئے سخت مضر ہیں۔ کیونکہ اس طرح انزال کے وقت مادہ منویہ کی حرکت اوپر کی جانب ہوگی حالانکہ طبعی سیلان نیچے کی جانب حرکت مانگتا ہے لہذا مادہ منویہ باسانی خارج نہ ہوگا بلکہ بعض اوقات رجب کہ منی کا اخراج تیز اور خراش کن ہو باقی مادہ منویہ عضو مخصوص ہی میں گلی شکر زخم ڈال دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اکثر عورت کی شرمگاہ کے مقابل اور کشادہ ہونے کی وجہ سے اس کی رطوبت بہہ کر انزال کے وقت منی نکلنے میں وقت پیدا کرتی اور حسب مراتب خواہی کا باعث ہوتی ہے۔ اکثر کمزور لوگ (جو کھڑے ہو کر جماع کرنے سے معذور ہوتے ہیں) اس شکل کو اختیار کرتے ہیں۔ چونکہ

یہ صورت سب سے زیادہ نقصان کا موجب ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسری تمام صورتیں جو اس سے کم نقصان دہ ہیں بے کار خیال کر کے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ترک کر دی ہیں۔ اگر ان کے مطالعہ کی ضرورت محسوس ہو تو دوسری کتب کا مطالعہ کریں۔

رطوبات کی موجودگی (ماہواری کے دوران) میں مباشرت کرنے سے بدنی حرکات سے رطوبتیں تیلی ہو کر جماع سے کمزور شدہ پٹھوں کی طرف پیچکر فالج اور نقوہ جیسی خوفناک بیماریوں کا باعث بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ رطوبات میں پیدا شدہ بخارات دماغ میں پیچ کر طبیعت کو پریشان کرتے ہیں اکثر اوقات رطوبات بدن جماع کی گرمی سے سخت گرم ہو کر بخاروں کا باعث ہوتی ہیں۔

کثرت حرکات اور رطوبات نکلنے کی وجہ سے مباشرت خشکی پیدا کرتی ہے۔ اور پیٹ کا خالی رہنا بھی خشکی پیدا کرتا ہے اس لیے اگر خانی پیٹ مباشرت کی جائے خشکی زیادہ ہو کر تمام قوتوں کو توڑ دیتی ہے اور خشکی کے امراض پیدا ہوتے ہیں جو بہت ہی مشکل سے اچھے ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات پائیدار ثبوت تک پہنچتی ہے کہ پیٹ خالی ہونے کی صورت میں مباشرت کا فعل سرانجام دینا تمام حالتوں سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے خشکی پر خشکی، کمزوری پر کمزوری اور حرارت طبعی کی کمی پر کمی اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ دوق اور سوکھے کے علاوہ مزید بڑھنے کا خدشہ لاحق ہو جاتا ہے۔

محکم سیری کی حالت میں (جبکہ غذا معدہ میں کچی حالت میں موجود ہو) مباشرت کرنے سے کچی غذا اعضائیں جذب ہو کر سدفیل کا باعث بنتی ہے اور اس فعل کا

لازمی اثر معدہ کو ضعیف کرتا ہے کیونکہ طبیعت و روح جماع کی لذت کے سبب اس طرف راغب ہو کر معدہ و عیزہ سے تقریباً بے خبر ہو جاتی ہیں طبیعت و روح کے فعل منقسم ہونے اور نقص فعل جماع اور اس کی لذت میں مصروف ہونے کے باعث ہضم سے باز رہتے ہیں لہذا ضعیف ہضم قوی ہو جاتا ہے لیکن خالی معدہ صحت کمزوری کے نتائج انسانی جسم کے لیے نہایت مضر ہیں پس ثابت ہوا کہ خامی معدہ، سردی اور خشکی میں مباشرت کرنا شکم سیری اور بدن کی گرمی اور تری میں مباشرت کرنے سے بدرجہہ ہے۔

سب سے بہتر یہ ہے کہ سچی شہوت کے وقت مباشرت ہو یعنی مادہ منویہ کی کثرت عضو مخصوص کو حرکت اور انتشار میں لائے اور جماع کی طرف متوجہ کرے نہ کہ اچھی صورتوں وغیرہ کے خیال اور دیگر امور کی وجہ سے کیونکہ وہی خیالات کبھی کبھی بدن میں بڑے بڑے تغیرات پیدا کر دیتے ہیں..... سچی اور جھوٹی شہوت میں فرق یہ ہے کہ سچی شہوت سے جماع کے مذکورہ فوائد کے علاوہ مادہ منویہ کے نکلنے کی وجہ سے بدن ہلکا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مٹی کا بوجھ بدن کو بوجھیل کرتا ہے اور بدن قابل دفع فضلوں کی وجہ سے بوجھل ہوتا ہے اور فضلوں کی زیادتی کی وجہ سے قویں اور طبعی حرارت دب کر جان کو اٹھانے سے عاجز ہو جاتی ہے۔ بوجھ اور اپنا ٹپکنے کی وجہ سے طبیعت نیند کی خواہش ہوتی ہے اور جھوٹی شہوت اس کے بالکل برخلاف ہوتی ہے۔

چھڑ چھاڑ کا فائدہ

عورت کا مزاج سرد تہ ہونے کی وجہ سے اُس کی منی بہت دیر میں حرکت کرتی ہے۔ جماع میں بوجہ حرارت مرد کے جلد منزل ہو جانے سے عورت کی منی کا حرکت میں آنا ممکن نہیں۔ لہذا دونوں کا ایک ساتھ منزل ہونا نہ صرف مشکل ہو جاتا ہے بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ اس لیے ملاعبہ یعنی چھڑ چھاڑ عورت کی منی کو حرکت دینے اور دیوانے کے لیے اور دونوں کو ایک ساتھ منزل کرانے کے لیے بہت ضروری ہے۔

چھڑ چھاڑ کے طریقے

چھڑ چھاڑ کی ایک قسم بھاتی کی بھٹی کو انگلی سے چھڑتا ہے۔ یہ اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ عورت کی شہوت کو جوش اور منی کو حرکت ہو اگرچہ چھاتیوں منی کی جگہ نہیں لیکن یہ چونکہ رحم سے بہت زیادہ شراکت رکھتی

ہیں اس وجہ سے بہت جلد شہوت کو جوش اور مہی کی حرکت وقوع پذیر ہو جاتی ہے۔ اگرچہ عورتیں مزاج اور طبیعت میں مختلف ہوتی ہیں مگر چونکہ مردوں کی عادت اور رغبت کی وجہ سے اکثر چھاتیوں ہی کا حساس ہوتا ہے اس وجہ سے عورتوں کو اس کی زیادہ رغبت ہوتی ہے اور یہ سبب بلندی و پُرگوشی نیز ان کی موثر و نہایت اور نہر بصورتی اور سختی محسوس ہونے کی وجہ سے مرد اس طرف راغب ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر عورتیں انزال کے وقت چھاتیوں کے چھوتے کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

۲۔ چھتر چھتر کی دوسری قسم فرج یعنی نثر مگاہ کے اوپر ناخن سے کھانا ہے۔ کیونکہ اس جگہ گوشت کم اور پٹھے زیادہ ہوتے ہیں اس وجہ سے اس جگہ کا کھانا بہت لذت دینے والا۔ عورت کی شہوت کو بھڑکانے والا اور مہی کو جوش میں لانے کے لیے بہت ہی موثر ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ عورتوں کے اختلاف مزاج کے موافق پیڑ و اورٹان وغیرہ کا مساس بھی ان کی شہوت کو جوش دلانے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے لیکن ان دونوں جگہوں کے برابر جلد اثر کرنے والا نہیں ہوتا نیز مذکورہ بالا دونوں طریقے تمام طرح کی عورتوں میں بہت جلد اور قوی موثر ہوتے ہیں۔

جس وقت عورت کی طبیعت مباثرت کی طرف مائل ہو تو جس جگہ بھی ہاتھ لگایا جائے وہ خوشی اور لذت کا باعث ہوتا ہے۔ پس جس طرف میلان طبیعت

اور شہوت کا جوش پائیں اہستہ اہستہ مساس کریں حتیٰ کہ عورت کی آنکھیں سرخ ہو جائیں کیونکہ سخت لذت کے وقت روح خون کی مدد سے باہر کی طرف جوش مارتی ہے بدین سبب آنکھوں میں اُن کی صفائی کے وقت بہت جلد سرخی ظاہر ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات شدت لذت کے وقت سانس کے متغیر ہونے کے سبب پتلی اوپر چڑھ جاتی ہے نیز اور خاص خاص تغیرات آنکھوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ بقول بقراط اعصاب تاسل خصوصاً رحم سے آنکھوں کو خاص مشارکت ہے۔ سخت لذت کے وقت سانس پھول جاتا ہے کیونکہ لذت کی وجہ سے پریشان حرکتیں ظہور میں آکر دل اور سانس کے اعصاب کو گرم اور روح و طبعی تھارت کو جوش میں لاتی ہیں جس سے روح ٹھنڈی ہوا کی خواہش کرتی ہے اور عورت مرد سے لپٹتی ہے کیونکہ شدت لذت کے وقت رحم مرد سے مل کر منی کھینچنے کے لیے سخت حرکت کرتا ہے۔ بلکہ اکثر عورتیں اس حالت میں اپنا پیر مرد کی کمر میں لپیٹ کر اپنی طرف کھینچتی ہیں تاکہ عضو تاسل رحم کے قریب تر ہو جائے۔ مرد کو چاہیے کہ اس وقت عورت کی دونوں ٹانگیں اٹھا کر اپنی کچھ زبان میں رکھے تاکہ رحم کی گہرائی پہنچی ہو کہ اس کی گردن بلند ہو جائے اور اس سے چھو کر پیدی لذت حاصل کر کے منزل ہو جائے۔ پس اُس وقت عضو تاسل عورت کی شرمگاہ میں داخل کر کے خفیف حرکت کر کے ساتھ رحم کے منہ کو چھوڑے کیونکہ بغیر اس کے نہ نو عورت کو پورا مزا حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی اُترال ہوتا ہے۔ جب عورت کی بے تابانی انتہا کو پہنچے تو سخت حرکت کر کے دونوں ایک ساتھ منزل ہوں۔ کیونکہ دونوں کے ایک ساتھ منزل ہونے سے عورت خوش اور اس کی شہوت

دفع ہو جاتی ہے اور حمل کا بھی قیام ہوتا ہے۔

عورت کے انزال کی پہچان

چھپر چھاڑ کے وقت مرد کی قربت کا اشتیاق (جو کہ آنکھوں کے مستانہ اور متغیر رنگ اور دوسری پریشان حرکتوں سے معلوم ہو سکتا ہے) ہوتا ہے قربت کے وقت مرد سے لپٹنے کی خواہش، اس کی محبت کا ظہور، سخت خواہش کی وقت چٹنا، مرد کی طرف بیکراری، دلی فرحت اور خوشی اور اس کی دم بدم تبادلی مسکراہٹ، ناز و انداز اور دوسرے عجیب و غریب حالات حیرانی، پریشانی دھڑکنے آنکھوں کی حالت کا بدلنا، سخت بیکراری، شرم کی کمی، سانس پھولنا، حرکات و سکنات کا بے قاعدہ ہونا اور بدن پر لپکنی ظاہر ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت انزال کے بالکل قریب ہے۔ انزال کے بعد جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا تمام اعضا بے جان ہو گئے ہیں۔ چہرے پر زردی یا سفیدی اور بے رونقی، پیشانی پر پسینہ، مرد سے شرم کی وجہ سے منہ چھپانا ایسی تمام حرکات خصوصاً جماع سے جی چرانا اس بات کی دلیل العور کی جاتی ہیں کہ عورت منزل پر چکی ہے۔ یہ تمام حالات اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جبکہ تمام حالات انزالِ واقع ہو چکے ہوں۔ لیکن اگر رطوبت ظاہر نہیں ہوتی تو عورت کی خواہش برقرار ہوگی۔ لہذا

رطوبت کا پایا جانا انزال کی خاص علامت تصور کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ مرد منزل نہ ہوا ہو کیونکہ مرد کی منی کی وجہ سے عورت کی منی بخوبی معلوم نہیں ہو سکتی۔ نیز غیر حمل والے جماع سے حمل والے جماع میں اکثر رطوبت کم پائی جاتی ہے کیونکہ منی رحم کے اندر چلی جاتی ہے۔ لیکن مذکورہ بالا علامات کے بغیر رطوبت کے پائے جانے کو انزال پر محمول نہیں کرنا چاہیے کیونکہ خاص شدت لذت کے وقت بلکہ شروع لذت میں رطوبت کا وجود عورت کے قوی کے کمزور و مرطوب الخراج ہونے کی وجہ سے ممکن ہے۔ لیکن مذکورہ خاص خاص علامات کا نہ پایا جانا انزال نہ ہونے کی پہچان ہے۔ عام حالات میں بغیر واقفیت کے ان حالات کا منکشف ہونا خاصا مشکل ہے۔

اس بات کو خاص طور پر ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اکثر عورتیں تو مباشرت کے ختم ہونے پر منزل ہوتی ہیں اور بعض کچھ دیر کی رستی میں اور بہت کم ایسا بھی ہوتا ہے کہ شروع ہی میں منزل ہو جاتی ہیں اس وقت انگریزی یا جمائی آتی ہے یا آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ یا آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات مدنا آتا ہے یا سنسنی آتی ہے۔ ایسے وقت عورت مرد کو اپنی طرف کھینچتی ہے یا اس کی کمر میں پیر لپیتی ہے۔ بعض اوقات عورت بے حجاب بھی ہو جاتی ہے۔ جس عورت کے اول ہی صحبت میں منی نکل آتی ہے اس پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

یہ ضروری ہے کہ مجبورہ کو لباس شرم و حجاب سے ننگا کر کے چادر مباشرت اڑھائیں اور شربت وصل بلائیں۔ واضح رہے کہ اس فن کے تمام حالات سے واقفیت اور عورتوں کے قاعدوں اور قرینوں کا علم (جو کہ ہر ایک کے مزاج

کا مختلف ہونا ہے) دشوار بلکہ ناممکن ہے کیونکہ مختلف المزاج عورتوں کی شہوت دفع کرنا واقفیت کا ذریعہ ہے اور یہ شخص واحد کی قدرت سے باہر ہے۔ اس لیے کہ ایک شخص ایک ہی خواہش اور ایک ہی دل والا مختلف دل اور متعدد شہوتوں کو کسی طرح برطرف کر سکتا ہے حالانکہ یاد جو دین اختلافات کے عورتوں کی خاصیتیں بھی ثابت ہوتی ہیں نیز عورتوں کی ثابت شدہ پوشیدہ شرارت سے ظاہر ہے کہ عورت جب تک مرد کو اپنا غواہاں نہیں پاتی نہ اپنا ہمارا نہ باتی ہے اور یہ اپنے حالات مزاجیہ سے آگاہ کرتی ہے۔ چاہے مرد اس کام میں ہوشیار ہو لیکن مرد کی ہوشیاری کسی کام نہیں آتی اور محبوبہ کی رہبری کے بغیر اس کے مزاجی حالات سے واقفیت حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ اس فن کے شوقین لوگوں پر بخوبی واضح ہے کہ بغیر عورتوں کی رہبری کے مقصد عالی کو نہیں پہنچا جاسکتا۔

واضح رہے کہ اس زمانے کی شہوت کامل نہیں ہے۔ اگر ایک عورت کی شہوت دُور کرنے پر قادر ہو تب بھی کامل خیال کیا جائے گا۔ اس صورت میں دوسری عورتوں کے واسطے دوسرا مرد چاہیے کیونکہ عورت کی شہوت سے مراد اس کی تسلی ہے نہ کہ اپنا پانی نکال کر اس کی تسلی خیال کرنا۔ بہر حال ایک شہوت سے مختلف شہوتوں کے دُور کرنے کا خیال سوائے دماغی خلل کے کچھ اور تصور نہیں کیا جاسکتا۔ مگر اس فن کا عامل ”کامل الشہوت“ شخص خدا داد عقل و شہوت کی رسائی سے دو باتیں کو راضی خوشی رکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ عورتیں فاحشہ نہ ہوں۔

ایسی عورتیں جن سے جماع نہیں کرنا چاہیے

دلائل تجربہ اور قیاس سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعض عورتوں سے جماع کرنا بالخصوص قوتِ باہ کو کمزور کرتا ہے۔ جن عورتوں سے صحبت کرنے سے قوتِ باہ متاثر ہوتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بوڑھی عورت سے جماع کرنے سے قوتِ باہ کمزور ہوتا ہے کیونکہ اس میں بڑھاپے کے باعث، البات کی کثرت مقامِ خاص کو ڈھیلا اور کشادہ کر کے لذت کو کم کرتی ہے نیز یہ تقاضائے عمرِ رحم حد سے زیادہ مادہ متوہیہ کھینچ کر سخت نقصان پہنچاتا ہے۔

۲۔ ایسی عورت جس کی عمر بلوغت سے کم ہو۔ اس کی طبیعت کے عدم میلان خصوصاً صحبت کے وقت اس کی پریشانی سے نفس کی نفرت نیز اس کا رحم زیادہ مٹی کھینچ کر تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

۳۔ ایسی عورت جو ایامِ ماہواری میں ہو سے جماع کرنا تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ جگہ کی گندگی کی وجہ سے نفس کی نفرت کمزوری کا سبب بنتی ہے اور پیشاب کی تالی میں کوئی مرض لاحق ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ (قرآن پاک کی رو سے بھی ایسی عورت سے مباشرت حرام ہے) ترجمہ

۴۔ ایسی عورت جس کو ایک عرصہ دراز سے جماع کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ اس سے ملنا بہت سے فحشلات جمع ہونے اور جگہ خراب بدبودار ہونے کے باعث نقصان دہ ہوتا ہے۔

۵۔ بیمار اور بد شکل عورتوں سے جماع کرنا باوجود گندگی اور بدبو کے نقص کی نفرت کے باعث باہ کو کمزور کرنے والا ہے۔

۶۔ کنواری عورت سے جماع کرنا اگرچہ فی زمانہ اکثر لوگوں کو محبوب ہے اور لاعلمی کے باعث سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن مباشرت کے وقت پریشانی اور مواد کا بہنا، بسبب نفرت قوتِ باہ کو کمزور کرتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام عورتوں اور اس عورت سے جماع کرنا جس سے پوری پوری لذت حاصل نہ ہو فرحت و خوشی نہ ہونے کے باعث پیدائشِ متنی کو کم اور قوتِ باہ کو ضعیف کرتا ہے۔ اس وجہ سے مشوقہ کے ساتھ جماع کرنا خوشی اور فرحت پیدا کرتا ہے۔ نص کو اس طرف متوجہ کر کے قوی کو تقویتِ طبعی حرارت کو ابھارتا ہے۔ باوجود متنی تباہ نکلنے کے اس کا زیادہ اہتمام ہونے کے بسبب سے جیسا کہ چاہیے ضعف نہیں ہوتا۔

لیکن وہ عورتیں جن سے جماع کرنا بہتر ہے اُن کا حال مندرجہ بالا تحریر

سے واضح ہے۔

ایسی حالت میں جبکہ رحم دُور اور عضوِ ثانی چھوٹا ہو اور دونوں ایک دوسرے سے نہ ملکر اسکیں تو چاہیے کہ عورت کے چوتھروں کے نیچے ایک تکیہ رکھیں ایسا کرنے سے دونوں کا ملاپ باآسانی ہو جاتا ہے۔ عام طور پر لوگ ہر حالت

میں چوتھڑے نیچے تکیہ رکھتے ہیں اگرچہ رحم نزدیک ہونے کی حالت میں اس کا منہ اونچا ہو جانے کی وجہ سے لذت دہ ہوتا ہے۔ لیکن رحم دُور اور آلہ تناسل چھوٹا ہونے کی حالت میں اس طرح اور زیادہ دُوری ہو جائے گی پس ظاہر ہوا کہ رحم کے طبعی رُخ کے موافق مختلف طور پر تکیہ رکھنا چاہیے یعنی اُن عورتوں میں جن کے رحم کا منہ میدھا ہو ان کی کمر یا چوتھڑے نیچے خواہ چوڑائی خواہ لمبائی میں موافق ضرورت تکیہ رکھنا چاہیے لیکن وہ عورتیں جن کے رحم کا منہ نیچے کو مائل ہو ان کے چوتھڑے نیچے چوڑائی کے رُخ تکیہ رکھنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ اس طرح تکیہ رکھنے پر رحم کا منہ اوپر اور عضو تناسل کے مقابل آجائے گا۔ اگر تکیہ کمر کے نیچے رکھا جائے تو اس صورت میں رحم کا منہ اوپر نیچے کی طرف ہر خلاف مقصود ہو جائے گا۔ وہ عورتیں جن کے رحم کا منہ اوپر کو ہو ان کی کمر کے نیچے چوڑائی کے رُخ تکیہ رکھیں کہ چوتھڑے نیچے اور رحم کا منہ شرمگاہ کے مقابل ہو کہ دونوں کی لذت کا باعث بنے۔ اس صورت میں اگرچہ چوتھڑے نیچے تکیہ رکھا جائے تو رحم کا منہ زیادہ اونچا ہو کہ حصول مقصد سے باز رہے گا۔ کیونکہ جب تک رحم کا منہ عضو تناسل کے سامنے نہ ہو پس بھی قیمت پر حصول لذت اور عورت کو انزال نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی عورت کے رحم کا رُخ دائیں یا بائیں جھکا ہوا ہو تو دوا کے استعمال یا عاقل و ہوشیار مرد سے اُس کی درستگی کی طرف توجہ دیں۔

جماعِ نسل انسانی کی بقا

چونکہ خالق کائنات کی حکمت کا تقاضا اور مقصود لذتِ جماع پیدا کرنے سے نوعِ انسان کا باقی رکھنا ہے۔ اسی وجہ سے خداوندِ قدوس نے انسان کی طبیعت میں جماع کا بے حد شوق اور خاص و عام لوگوں کی طبیعتوں کا ضروری خواہشات سے زیادہ اس کی طرف میلان کیا ہے۔ اور عقل (جو شرافت کا جزوِ اعظم اور بدن کے لیے انتہائی ضروری ہے) شہوانی قوتوں کے زور کے وقت اس قدر مغلوب ہو جاتی ہے کہ گویا اس کا وجود ہی مٹ جاتا ہے۔ اور جیاد و شرم، اپنے پرانے کا لحاظ آگے پیچھے کا خوف، عورتوں بچوں کی گڈان، کھانا پینا وغیرہ لوازماتِ دنیا (جن سے تابہ زندگی مضر نہیں) دماغ سے ایسے غائب ہو جاتے ہیں کہ سوائے جماع کے اور کوئی دوسرا خیال نہیں رہتا۔ نیز خالق کائنات کی حکمت بالغہ نے شہوتِ جماع کو تمام دینی و دنیوی کاموں پر اس قدر غلبہ دیا ہے کہ اس کی شدت کے وقت مجبورِ حقیقی کو بھول کر اس کے احکام کو خیال میں نہ لاکر ایسے بے ہودہ بے کار اور خلافِ عقل کام کر بیٹھتے ہیں کہ طائر خیال کی دہان تک رسائی بھی ممکن نظر نہیں آتی۔

کیونکہ جماع کا اصل مقصد نسل کا باقی رکھنا ہے۔ پس عقلمند لوگ اپنی

میاں بیوی

۲۲

شہوت کو مایگاں اور تخم کو بے کار نہیں کرتے۔ دیدہ ظاہر ہے کہ انسان اور اس کی شرافت کا باقی رہتا نسل ہی پر موقوف ہے۔ پس اعضائے تناسل کی صحت کو محفوظ اور اس کے امراض کو ذائل کرنا بقائے نسل کے واسطے ضروری ہے۔

دانا و بینا حضرات بخوبی واقف ہوں گے کہ خواہش جماع پیدا ہونے کی اصل

جگہ دل ہے۔ جب تک دل کو دنیا کے رنج و غم اور فکر وں سے امن نہ ہو جماع

ہونا ممکن نہیں۔ بقول اطباء: دل رئیس مطلق (سب کا سردار) ہے۔ مگر دل باغی

روح شوقیہ کے لیے اس کام کو اچھی طرح انجام دیتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ

اگر دل جماع کا خواہاں ہو اور روح شوقیہ رہیری نہ کرے تو مطلب بخوبی حاصل

نہیں ہوتا۔ اور یہ بات بھی اس کام کے جاننے والوں سے مخفی نہیں کہ قوت شوقیہ

کے باوجود پختہ قصد کے اگر دل نچا ہے تو بھی جماع ممکن نہیں پس ثابت ہوا

کہ حصول جماع دلی ارادہ اور قوت شوقیہ کی مدد پر منحصر ہے۔ اور جس (اندر

اور باہر کرنے اور انزال کی لذت معلوم کرنا) دل و حرام مغز اور خبگر کے

مغزل خون سے ہوتی ہے۔

بعض اطباء کے نزدیک مباشرت جگر و گندہ کی مشارکت سے طبعی خواہش

ہے ظاہر ہے کہ ارادہ کے وقت جو نڈر پٹھا در عضو تناسل کے دوسرے

حصے رنج سے اور اچھلنے والی رگیں روح غلیظ سے اور نہ اچھلنے والی رگیں

بہت سے خون سے بھرے ہونے کی وجہ سے لمبائی اور چوڑائی میں بڑھ کر

انتقار و ابتادگی حاصل ہوتی ہے۔

اس کے برخلاف جو لوگ جماع کو دل کی مشارکت سے حرکت طبعی

کہتے ہیں اُن کی دلیل یہ ہے کہ اگر صرف ارادی شہوت خیال کیا جائے تو وجودِ شہوت اور حصولِ جماع طرفِ ثانی ہی کی موجودگی میں ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ طبعیت اگر کسی امرِ مهم میں مشغول ہو تو باوجود موجودگی طرفِ ثانی اس طرف خیال نہیں ہوتا اور بعدِ فراغت توجہ ہوتی ہے۔ بلکہ اکثر کثرتِ انتشارِ جماع کا باعث ہوتا ہے۔ بدیں و جماع کی حرکت امرِ طبعی سے تابع ہے اور فعلِ انتہائی عقلِ طبعی کی مدد کرتا ہے۔ یعنی دراصل حرکتِ طبعی اور فعلِ جماع پر آمادہ کرنے والے ارادہ و اختیار ہیں۔ نیز روح و ربیعی (جو ارادہ کے وقت عشق و تناسل کو پہنچتی ہے) کو طبعی اور عضلات حرکت دینے والوں کو ارادی کہا گیا ہے۔ نیز جماع والے کو نفسانی حرکت لازم ہے کیونکہ فرحت و خوشی اور حصولِ لذت خصوصاً انزال کے وقت اور تمام بدن کی حرکت خصوصاً انزال کے وقت قوتِ نفسانی سے ہوتی ہے۔ پس جماع نفسانی و بدنی حرکات کا تابع ہوا۔ نیز حرکت کی وجہ سے رطوبات و ریاح اور منی نکلنے کی وجہ سے غذا کا آخری جوہر جو بدن کا حصہ بننے کی اہلیت رکھتا ہے، خارج ہوتے ہیں اور حصولِ لذت کی وجہ سے تمام بدن کی روحیں تحلیل ہونے سے جو نقصانات اور فرائد لکھے گئے ہیں ان میں سے بعض حرکتِ بدنی اور بعض حرکاتِ نفسانی اور بعض حیوانی اور طبعی کے تابع ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ تمام اطباء افعالِ بدن کو طبعیتِ مدبرہ بدن کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ قوت بے شعور ہے اور بطورِ تسخیر بدن کی دستِ کرتی ہے۔

فلاسفہ اس کو نفسِ ناطقہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور قوتِ بدنی کیساتھ
طبیعت کو بدن کی تکمیل کا محافظ بتاتے ہیں۔ اور طبیعت کا یہ کام ہے کہ کسی
دینی یا دنیوی غرض کے امدادِ حصول کے وقت تمام بدنی حرارت بمقتضی قوتوں
کے اس کے حاصل کرنے میں مشغول رہے۔ اسی وجہ سے کسی دنیاوی کھیل میں
منہمک ہونے کے وقت آدمی کھانے وغیرہ سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے۔
نیز طبیعت کا یہ کام ہے کہ کوئی حاجت یا غرض معلوم ہونے کے وقت
بمقتضی قوتی بدنی و نفسانی پوری طرح اس طرف متوجہ ہو کر ماسوائے غافل
ہو جائے۔ مثلاً اگر ہم کی فکر کے وقت اس قدر مشغولیت ہوتی ہے کہ تمام
ضروریات اٹ جاتی ہیں۔ عشقِ خواہ حقیقی ہو یا مجازی کو بھی اسی طرح
بیمکھا چاہیے۔

خصیوں کی ترکیب

پڑھے لکھے لوگ اچھی طرح اس بات سے واقف ہیں کہ خصیوں کی پاست (عضو نہیں ہوتا) نوعیت کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ وہ مادہ حیات (ممتی) کو پیدا کرتے ہیں۔ وہاں خصیہ بائیں سے زیادہ قوی اور بڑا ہوتا ہے۔ اور اس کے خلاف نادر وجود ہے۔ مردوں کے خصیے ظاہر اور بڑے اور عورتوں کے چھوٹے اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔ نیز مردوں کے خصیے عضو تناسل کی جڑ میں اور عورتوں کے رحم کی گردن کی جڑ میں ہوتے ہیں۔ خصیوں کا بڑا ہونا ممتی کی کثرت پیدائش کی وجہ سے ہے جو کہ مردوں کی زیادتی خواہش پر دلالت کرتا ہے۔ مگر کبھی یہ بوجہ مرضِ حد سے زیادہ بڑے ہوتے ہیں۔ یہ مرض مرطوب ممالک میں رہنے والے لوگوں میں زیادہ تیزی کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ زیادہ تیزی حرارت کو دبا کر بلکہ بجھا کر آٹا آٹا مزاج کو ٹھنڈا کر دیتی ہے لہٰذا ان لوگوں کے خصیے اس قدر بڑے ہو جاتے ہیں کہ انھیں بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ مرض اکثر کھانسی سمندرمیں کے قریب افراد اکثر ان لوگوں کے سرورق مزاجوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ کراچی یا کلکتہ وغیرہ میں عام ہے۔ یہ زیادہ قوتِ باہ کو ناقص بلکہ باطل کر دیتی ہے اور خصیہ کا حد سے زیادہ چھوٹا ہونا

کمی شہوت پر دلالت کرتا ہے چنانچہ علتِ انہ والے کمزور اور محنت
الیسے ہی ہوتے ہیں۔

خیسے بہت سی رگوں اور پٹھوں وغیرہ سے مرکب ہونے کے باعث
بسبب نزاکت چوٹ کو برداشت نہیں کر سکتے بلکہ معمولی سی چوٹ سے
کمزوری آجاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ قوی چوٹ سے موت واقع ہو جائے
..... نشے باز بچے اور بڑھے اور زیادہ جماع کرنے والوں کی منی قابلِ پیدائش
نہیں ہوتی اور ناقص اعضا والے کی منی سے سلیم الاضواء بچے پیدا نہیں ہو سکتے۔
اگرچہ مفتقضاے مقامِ توبہ تھا کہ نصیبوں کی تمام تفصیل لکھی جاتی لیکن انتہائی
کوششوں کے باوجود حسبِ نشانہ تفصیل پیش نہ ہو سکی لہذا جو کچھ اس بارے میں
مل سکا اس بیان میں تحریر کر دیا گیا ہے۔

مباشرت اور عضو تناسل

شیخ بوعلی سینا نے مباشرت کرنا عضو تناسل کو قوی کرتے والا اور اس کا چھوڑنا کمزوری کا باعث گردانا ہے حقیقت میں یہ قول بقراط کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ

”جو عضو جس کام کے واسطے مخصوص کیا گیا ہے اُس عضو کو اُسی کام میں استعمال کرنا اُس کے موٹے اور قوی ہونے کا باعث ہوتا ہے اور اُس کا چھوڑ دینا کمزور کر دیتا ہے۔“

حکیم جالینوس نے بالغ عورتوں سے جماع کرنا اُن کی شہوت کی قوت کا باعث بتایا ہے۔ کیونکہ ابتداً بلوغ میں رگیں کشادہ ہونے کے باعث اس جگہ سے خون زیادہ بہتا ہے نیز افلاطون نے کہا ہے کہ قوتوں کا ساکت رہنا کمزوری کا باعث ہوتا ہے اور ان کے مخصوص اعضا میں قوتوں کی ریاضت کرنا ان کی صحت و قوت کی زیادتی کا سبب ہے۔

عضو تناسل کی لمبائی اور عورتوں کی شرم گاہ کے تنگ ہونے کی حالت میں قوت سے فوراً منی نہ پہنچنے کے باعث بچہ کی پیدائش ممکن نہیں کیونکہ منی سب سے پہلے رحم کی دیواروں سے ملتے ہے اس حالت میں جب تک

دیواروں سے ملے گی اس کی طبعی حرارت ٹوٹ کر بیکار ہو چکی ہوگی۔ جماع
کر نیوالے نے بشرطیکہ استئحانہ کیا ہو اس کا پیشاب ڈورے والا ہوتا ہے۔ سرد
ملکوں اور ہواؤں میں تمام حرارت اندر جمع ہو جانے کے باعث مردوں کی
شہوت قوی ہوتی ہے اور عورتوں کی اس کے برخلاف گرمیوں میں زیادہ
ہو جاتی ہے۔

کثرتِ شہوت اتفاقہ ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ اگرچہ فی الحقیقت میرض
میں داخل نہیں مگر اکثر لوگ عیاشوں کی طرح اس کے لیے دست بردار ہتے ہیں
لیکن غیر طبعی ہونے کی صورت میں یہ مرض میں داخل ہو جاتی ہے جیسا کہ بعض اوقات
لواناتِ بشریت داخلِ مرض ہو جانے ہیں۔ مثلاً دوی (جو ہمیشہ پیشاب سے پہلے
آتی ہے) پیشاب کے بعد آنے لگتی ہے۔

مادہ منویہ کے حالات و اسباب

مادہ منویہ کے چوتھے مضم کا فضلہ ہے یعنی وہ رطوبت جو عضو بننے کے قریب قریب ہوتی ہے بدن کے تمام حصوں سے جذب ہو کر ان رگوں میں پہنچ کر منی بنتی جاتی ہے۔ خبیصوں کی رگوں میں منی بننے کا طریقہ یہ ہے کہ جمع شدہ لطیف و پختہ خون خبیصوں کی پیچیدہ نالیوں (متحرک و غیر متحرک) میں روح کے ساتھ متحرک ہو کر لطیف بخارات پیدا کرتا ہے اور بعد میں اوپر عیشہ طرف منی میں دوبارہ پختہ ہو کر پہلی سرخی چھوڑنے کے بعد معتدل قوام بن کر منی کہلاتا ہے اور یہی منی حرکت جماع کے ذریعے عضو شامل کی بڑ میں آکر اپنے مقررہ راستے سے عورت کی شرمگاہ کی راہ رحم کے منہ کی طرف پھیل جاتی ہے۔ رحم اپنی طبعی کشش سے منہ کھول کر اس کو نگل جاتا ہے (بشرطیکہ دونوں ایک ساتھ منزل ہوں) اس کو جماع طبعی کہتے ہیں۔

اگرچہ اس اعتبار سے کہ جو ضروریات بدن اور اعضا سے زیادہ ہو اس کو فضلہ کہتے ہیں۔ منی بھی فضلہ ہے لیکن یہ مادہ حیات ہونے کے باعث کل فضلوں سے بہتر اور افضل ہے کیوں نہ ہو اعضا رئیسہ بلکہ تمام بدن کی تقویت اسی پر منحصر ہے۔ اسی وجہ سے مقولہ ہے کہ

۱۴

”منی آنکھوں کو ٹھنڈک، بازو کو استواری اور ہاتھ پاؤں کو طاقت دیتی ہے۔“

بلکہ اگر اخلاطِ صالحہ میں شمار ہو تو بے جا نہیں لیکن اگر مادہ کے اعتبار سے منی کو فضلہ کہا جائے تو بھی درست نہیں کیونکہ اگر صرف قابل دفع فضلہ یا خاتمہ و پیشاب اور بیضہ و میل کے مثل شمار کیا جائے تو ہرگز اس پر فضیلت ثابت نہ آئے گی کیونکہ ان فضلوں کا بدن محتاج نہیں اور مذکورہ بالا فقرہ سے منی صرف کے فوائد ظاہر ہیں۔ اور اگر اس اعتبار سے کہ اعضا کی غذا کا بقیہ ہے فضلہ کہا جائے تو بھی قابل تسلیم نہیں کیونکہ خصیوں کو اسی سے غذا حاصل ہوتی ہے اور غذا اپنے بننے کے لحاظ سے فضلہ کہا جائے تو روح بھی فضلہ ٹھہرے گی حالانکہ بدن کی پرورش اور زندگی کا دار و مدار اسی پر ہے۔ نیز برخلاف منی روح کو قوام بدن میں بھی کوئی دخل نہیں اور اگر منی یا لقمہ اطباء کے نزدیک فضلہ ہوتی تو یہ قول کہ ”اگر منی سے دو گنا خون صالح بدن سے نکال جائے تو بھی اس کے برابر کمزور نہ کرے گا۔“

کیونکہ سچا ہوتا۔

ملاحظہ رہے کہ اگر منی فضلہ ہوتی تو اس کے نکلنے سے کمزوری نہ ہوتی کیونکہ فضلات کے نکلنے سے آسودگی حاصل ہوتی ہے نہ کہ کمزوری دیگر فضلات کے نکلنے کی نسبت منی کے نکلنے میں کمزوری اس وجہ سے زیادہ ہوتی ہے کہ منی پختہ، صالح و لطیف، عشوینے کے قریب اور کئی تغیر قبول کردہ خون سے بنتی ہے۔ یعنی اعضا میں جوتھے ہضم کے بعد ان کی غذا بن کر بقیہ طرف منی میں جمع ہوتا ہے اور خصیوں

کی غذا بننے کے بعد دوبارہ پختہ ہو کر منی کہا جاتا ہے اور یہ مادہ مدد کے طور پر اعضا سے پہنچتا ہے۔ طرف منی میں جمع نہیں رہتا پھر جماع کے وقت کچھ کے قریب خارج ہو جاتا ہے۔ اس سے زیادہ خارج ہونے کی صورت میں کمزوری زیادہ ہوگی۔ چنانچہ اکثر تین یا چار جماع کے بعد طرف منی خالی ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ کثرت سے جماع کرنے والوں کے آخر جماع میں بجائے منی کے خون آتا ہے۔ خون وغیرہ اخلاط بدن کے نکلنے میں اتنا نفع نہیں ہوتا کیونکہ وہ بہ نسبت مقدار موجود کے بہت ہی کم نکلتے ہیں۔ نیز خون وغیرہ کسی خرابی کی ضرورت کی وجہ سے نکالے جاتے ہیں اور خراب چیزوں کے نکلنے سے اسودگی حاصل ہوگی۔ وہ کمزوری برخلاف اس کے ضرورت۔ بے ضرورت لذت اور شوق طبعی کی وجہ سے منی یا وجود صالح ہونے کے نکلنے سے پس باوجود کسی کے اس کا برابر اور ہمیشہ نکلتا اور باوجود زیادتی کے کبھی اتفاقاً خون کا نکلنا کسی طرح برابر ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ کثرت تبدیلیوں کی وجہ سے منی کی کم پیدائش اور زیادہ نکلتا اور خون کا معہ دیگر اخلاط باوجود کثرت کے کم نکلتا برابر ہی نہیں کر سکتا۔

علاوہ ازیں منی ہو یا کوئی اور مادہ ہر مادہ کا تریا وہ نکلتا کمزوری اور خرابی کا باعث ہے۔ ہاں بیماری کا مادہ باوجود کی اخلاط کے بھی نکالا جاتا ہے مگر اس میں بھی زیادتی کرنے کے وقت منی کی طرح کمزوری اور غشی اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جانا وغیرہ خراب حالات پیدا کر دیتے ہیں نیز کسی نے بھی اعضا بننے کے قابل رطوبت کو فضلہ نہیں سمجھا۔ بالکل اسی طرح کہانے بھی حصول لذت (جو جماع کے وقت تحلیل روح کی وجہ سے ہوتی ہے) فضلہ سے

نہیں بنائی۔

پس منی اس جسم رطب سیال کو کہتے ہیں جو کئی تغیر یا کمر اس قابل ہو جاتے کہ اس سے منی والے کی طرح یا اس کے قریب قریب دوسرا شخص بن سکے جیسے کہ خچر، گدھے اور گھوڑے کی منی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہاں جسم سے طبعی مراد ہے اور رطب سے مراد ہے کہ اجتماع و انتشار وغیرہ کل تغیرات کو یا آسانی قریب کرے تاکہ پیدائش پوری ہو اور سیال سے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی جگہ رکھی ہو تو اس کے نہہ نشین ہونے والے اجزائیچے بیٹھے جائیں تاکہ رحم کی گہرائی کیطرت اس کا پھسلنا یا احت پیدائش ہو۔۔۔ اور بدن کے مختلف حصوں سے خسیوں اور اس کے قریب کی رگوں میں پہنچ کر منی بنے۔ اخیر قریب سے باقی رطوبات خارج ہو جاتی ہیں اور تفسیر یافتہ اور عضو بننے کے قریب کہنے میں غلط اور رطوبات ثانیہ سے علیمدگی ہے۔ جیسا کہ حکیم علی شراح قانون نے لکھا ہے کہ دیر مادہ جو تھے مضیم کا اس طرح فضلہ ہے کہ رگوں کے مضیم کے بعد جو رطوبت رگوں کے مضیم سے اعضا میں ٹپکتی ہے اور اعضا کی غذا بننے پر مضیم عضوی تمام ہو کر بقیہ حصہ اعضائی میں جمع رہتا ہے تاکہ ضرورت کے وقت تھوڑے سے تغیر کے بعد اعضا کی غذا بن سکے۔ اسی بقیہ میں سے منی بنتی ہے۔ اعضا کی غذا سے بچا ہوا ہونے کی وجہ سے اس کو فضلہ کہتے ہیں۔ شیخ نے رطوبات قریب الانعقاد (عضو بننے کے قریب) میں منی کو شمار کیا ہے۔ پھر دیگر فضلات کی طرح اس کو کسی طرح قرار دیا جائے چنانچہ بحر الجواہر

والے نے فصد (پیش کے ساتھ) زیادہ کے معنی میں لکھا ہے۔
 نہ کہ پیشاب و پاخانہ اور پسینہ و میل کی طرح روی اور قابل دفع ہو۔
 بعضوں نے یہ مادہ بدن کے مختلف حصوں سے خیموں میں پہنچنے کا یہ طریقہ
 بتلایا ہے کہ غذا معقل کھانے سے ۷ گھنٹے بعد غذا کو تقسیم کرتے والی رگوں کے
 راستوں کے ذریعہ جگر میں بقیہ مار جگر سے اجوف نازل (ایک رگ ہے) کی لوگردوں
 میں اور گردوں سے اجوف مذکور کی ایک شاخ کے ذریعہ پیچیدہ راہوں سے خیموں
 سے دوسری دفعہ پھرنے کے بعد نچتہ منی ہو کر طرف منی میں پہنچتی ہے لیکن قدیم حکماء کے
 اقوال ہے اس طرح ثابت ہوا ہے کہ چونکہ ہضم عضوی تمام ہونے کے بعد پھر رگ کار
 عالم کے حکم سے یہ رطوبت بذریعہ حرارت عزیزی بخارات بن کر دماغ میں پہنچتی ہے
 دماغ کی سردی سے یہ بھی سرد اور گاڑھی ہو کر اپنے پہلے اور اصلی قوام میں آجاتی
 ہے۔ پھر کان کے پیچھے کی رگوں کے راستہ سے حرام مغز میں جاتی ہے۔ حرام مغز
 میں پیچکر دماغ کی تاثیر مکمل ہو کر پھر یہ رطوبت منی بننے سے پہلے بخارات بننے
 کے قابل نہیں رہتی۔ پھر حرام مغز سے یہ رطوبت پیچھے کی راہ گردوں اور دلوں
 سے خیموں کے قریب پہنچتی ہے۔ دلوں کی رگیں گردوں سے حاصل کردہ خون
 سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ دماغ سے اُترا ہوا مادہ ان رگوں میں پہنچ کر
 معقل ہو جاتا ہے اور تھوڑے سے تغیر سے اس کا رنگ سفید ہو جاتا ہے۔ اس جگہ
 سے خیموں میں پیچکر مزاج پختگی اور سفیدی پوری کرتا ہے پھر طرف منی میں
 پہنچ کر منی کہلاتا ہے۔ لیکن وہ مادہ جو صرف خیموں میں مزاج اور سفیدی دیتی
 پا کر کمال کو پہنچتا ہے طرف منی میں نہیں جاتا اس کو حقیقی منی سے مشابہت

۴۵

دے کر منی مجازی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ نصیوں کی غذا کا فحل ہے اور ہر مختلف
الابزاع ہونے کی شرط منی میں ہے وہ اس میں نہ ہونے کی وجہ سے اصل منی
میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اس کی ترکیب یکساں ہوتی ہے (اسی کو بڑی کہتے ہیں)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مادہ منویہ کا طریق آمد

جھڑاٹنے مادہ منویہ کا تعلق دماغ سے بتلایا ہے۔ یہاں ترے کے وقت کان کے پیچھے کی رگوں کی راہ حرام مغز اور دہاں سے گردوں اور گردوں سے رگوں کے راستے خلیوں تک پہنچتی ہے۔ کان کے پیچھے کی رگوں کو فصد کرنا بائجھ کر تروا اور نسل کاٹنے والا بتلایا ہے۔ اور دماغ سے ریڑھ میں جانا سبب تکمیل خیال کیا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف حکیم جالینوس نے رگوں کو کاٹ دینا ہی بائجھ کو دینے کا خیال نہیں جانا لیکن وہ شیخ الرئیس بقراط کے مؤید اور ان کی بات کے معتقد ہیں۔ لیکن زیادہ تر حکما مادہ منویہ کو صرف دماغ ہی سے متعلق نہیں بتلاتے اگرچہ دماغی خمیر ملتے کے بھی مضر ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمام اعضا سے ٹپکی ہوئی رطوبت اور عینوں اعضائے رئیسہ (دل، دماغ اور دیگر) سے چٹنے جارہی ہو کر خلیوں میں جاتے ہیں اور اپنے دعوے کے حق میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ والدین کا کوئی عضو ناقض ہونے کی صورت میں بچہ کا عضو بھی اُن کے مشابہ ہوتا ہے حکیم جالینوس نے کان کے پیچھے کی رگ کاٹ دینے سے نسل منقطع نہ ہونے پر دلائل اس طرح دیئے ہیں کہ

”پیدائش منی دماغ میں مانتے کی صورت میں کان کے پیچھے کی رگوں کو کاٹنا یا تو بالکل منی کو منقطع کرنے یا قطع نسل (اس طرح کہ مادہ منی ان رگوں سے خصلیوں اور غده نوتناسل سے ہوتا ہوا رحم میں پہنچ کر جینے کی قوت نہ دے) کا سبب ہو گا یا یہ کہ جب تک مادہ منی میں ان رگوں کا کچھ تعلق نہ ملے تب تک پیدائش ممکن نہ ہو۔ اول ظاہر طر پر باطل ہے۔ کیونکہ جب جن لوگوں کی یہ رگیں کٹ جائیں ان کی منی بالکل منقطع نہیں ہوتی (بلکہ نقصان پہنچتا ہے) بالکل اسی طرح دوسرا بھی باطل ہے کیونکہ مذکورہ رگیں موجود ہونے کے باوجود اگر خصلیہ کاٹ دیئے جائیں تو نسل باقی نہیں رہتی۔“

اور درحقیقت حق یہ ہے کہ جو کچھ شیخ نے کہا ہے کہ یہ دونوں رگیں دماغ سے خصلیوں تک منی پہنچنے کا سبب ہیں۔ اگر یہ کٹ جائیں تو اگرچہ منی بالکل منقطع نہ ہو مگر دماغی حصہ مزور و رک جاتا ہے اور ظاہر ہے منی میں دماغی حصہ نہ ہونے کی صورت میں دماغ کی پیدائش نہ ہوگی کیونکہ اوپر تحریر یہ کہہ چکا ہوں کہ والدین کا کوئی عضو ناقص ہونے کی حالت میں بچہ میں بھی وہ نقصان ظاہر ہوتا ہے (ہاں اعضائے ربیہ دل، دماغ اور جگر اس بات سے متشنہ ہیں) کیونکہ ان کے درد، ورم اور زخم بھی اکثر مہلک ہوتے ہیں۔ پھر ان میں سے کسی کی غیر موجودگی میں پیدائش اور بھائے نسل کس طرح

مادہ منویہ کی پیدائش میں خون سے مراد مٹھی خون ہی نہیں ہے بلکہ چاروں
انفلاط (خون، بلغم، صفرا و سودا) مقصود ہیں۔ کیونکہ مٹی صرف خون سے نہیں
بلکہ بلا تخصیص چاروں کے مجموعہ سے بنتی ہے اور محاورہ میں اس مجموعہ
کو با شتر اک لفظی خون کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ آج تک کسی نے صرف خون
رگوں میں ثابت نہیں کیا۔ بلکہ کمی یا زیادتی عین ممکن ہے۔ نیز تمام
حلقوں کی زیادتی کے وقت قصد کی جاتی ہے۔ چنانچہ اکثر دردِ قلوب (جو
اکثر بلغمی ہوتا ہے) اور ذاتِ الجنب (جو اکثر بلغم اور صفرا سے مرکب ہوتا ہے)
میں قصد کرنا مسہل سے بہتر بنایا گیا ہے۔ (اگر چاروں مخلوط نہ ہوں تو
قصد مفید ثابت نہ ہوگی)

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ منی خبیثوں میں پیدا ہوتی ہے بلکہ اس جگہ
ارواح کی کثرت کے باعث بھاگ دار ہو کر زیادہ سفید ہو جاتی ہے۔ اور
جوش کی وجہ سے نکلنے وقت بھاگ دُور ہو کر سفیدی میں کمی آ جاتی ہے۔
اور ظاہر میں منیِ نون سے گاڑھی ہونے کا سبب جوش اور دوبارہ پختگی
ہوتی ہے۔ اصلی گاڑھابن نہیں ہے اس لیے کہ جوش اور بھاگ دُور ہونے
پر منی پتلی ہو جاتی ہے حالانکہ خون سرد ہو کر جم جاتا ہے اور مردکی منی
عورت کی منی سے زیادہ سفید اور گاڑھی ہوتی ہے۔ بعض آدمیوں کا خیال
ہے کہ ”سیاہ آدمیوں کی منی بھی کالی ہوتی ہے۔“ بالکل لغو ہے۔ کیونکہ
منی در حقیقت خون سے اُبلتی ہے اور عام مشاہدہ ہے کہ کالے آدمی
کی قصد میں سیاہ خون نہیں نکلتا۔ نیز گوشتِ خالصاً چھاتی اور خبیثوں

اس کے برعکس بعض متقدمین کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ منی
متشابهہ الاجزاء ہے۔ یا متشابهہ الامتزاج ہے (اجزاء یکساں ہیں یا صرف
مل جانے کے باعث ایسے معلوم ہوتے ہیں) حکیم ارسطو، وراثت کے
ماننے والے متشابهہ الاجزاء کہتے ہیں۔ کیونکہ صرف خلیوں کے نکلنے اور
تمام اجزاء کو تعریف میں مشارک بتلاتے ہیں) لیکن موجد طب حکیم بقراط
اور ان کے تابع اور متشابهہ الامتزاج کہتے ہیں۔ کیونکہ تمام بدن مثلاً
بڑی سے اُس کے مشابہہ اور گوشت سے اُس کے مشابہہ الاجزاء خارج
ہوتے ہیں اور ہر جزو کی خفیف دوسرے جزو سے اعضا کے مختلف ہونے
کے موافق علیحدہ ہوتی ہے۔ بدین سبب متشابهہ الاجزاء نہیں بلکہ متشابهہ
الامتزاج ہوگی۔ کیونکہ اگرچہ تمام اجزاء ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں
لیکن جس تمیز نہیں کر سکتی۔

نہ کوہ بالا اقوال کے بعد اور بھی بہت سے دلائل ہیں لیکن اختصار
کے باعث ان کو تحریر میں لانا ممکن نہیں۔

اس طرح عورتوں کی منی میں بھی یہ ظاہر اطباء میں اختلاف پایا
جاتا ہے۔ معلم اول (ارسطو) نے اس سے انکار کیا ہے اور اس
کو خون حیض کی قسم بتلایا ہے اور شیخ الرئیس نے اس بارے میں
ایک طویل بحث کے بعد علامہ معلم سے منی کے مشابہہ رطوبت (جوتچے
کی پیدائش میں شامل ہوتی ہے) کا اقرار کیا ہے۔ کیونکہ عورتوں
کی منی نہ ماننے کی صورت میں اُن کے خلیوں کی پیدائش بے قاعدہ

لہذا ان میں سے کچھ درج کیے جاتے ہیں۔
معلوم ہونا چاہیے کہ ارسطو فالیس نے عورت کی منی کو خون حیض کی
قسم بتلایا ہے۔ اور جالینوس نے اس کی رو میں کئی دلیلیں پیش کی ہیں
جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عورتوں کی تشریح (چیر میاٹ) سے معلوم ہوا ہے کہ مردوں کی
طرح عورتوں کے طرف منی میں بھی ایک لیسدار رطوبت ہوتی ہے۔
۲۔ کافی عرصے تک مباشرت نہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کو اختناق الرحم
ہو جاتا ہے۔ پھر جماع کی لذت کے ساتھ انزال ہو کر اس بیماری
کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ اگر عورتوں میں منی نہ ہوتی تو خبیثے ان کے لیے ایک بیکار شے ہوتے
۴۔ اعضائے اصلیہ (پڑی، رگ و عقیو) کی پیدائش خون کی نسبت رطوبت
لذہ (نسی) سے بہت آسان ہے۔

۵۔ بچہ ماں باپ کی منی کے موافق دونوں کے مشابہ ہوتا ہے۔
۶۔ اگر تمام اعضا صرف خون سے پیدا ہوتے تو محدودیت کے بعد دوبارہ
پھر پیدا ہونا اور اعضائے اصلیہ کا کٹنے کے بعد بڑ جاتا ممکن نہ ہوتا۔

شیخ الرئیس نے ”شفا“ میں ارسطو فالیس کی طرف سے جالینوس کے
مذکورہ بالا دلائل کو ایسی محیر باتوں سے رد کیا ہے کہ ان کو شیخ الرئیس کی طرف
منسوب کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو نظر انداز
کر دیا گیا ہے۔

نیز عورتوں کی منی سے انکار کی صورت میں جمہور علما کا اختلاف ہوتا
کیونکہ انہوں نے بڑے پورے دلائل سے عورت کی منی تاہل اور مرد کے
فائل ثابت کی ہے اور وجود عمل کے لیے دونوں کا ایک ساتھ انزال شرط
کیا ہے۔ اسی وجہ سے خون حیض مخصوص آیام میں تکلیف کے ساتھ بغیر
لذت اور بغیر دیگر انزالی علامات کے آتا ہے۔ اور منی لذت کے ساتھ
معہ دیگر علامات انزالیہ نکلتی ہے۔ اگرچہ رطوبت ہونے میں منی دیگر
رطوبات بدن کے موافق ہے مگر نصیبوں اور کیسہ منی میں دوبارہ پختہ
ہونے کی وجہ سے سب ممتاز اور علیحدہ ہے۔

تیسری مخلوق، خواجہ سرا

اگرچہ تا درِ مطلق نے بے شمار اقسام کی مخلوق پیدا کی ہے کہ جن تک ہمارے طائرِ خیال کی رسائی بھی ناممکن ہے۔ مگر جو چیز بھی نگاہ سے گزری ہے اس کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے۔ انہیں میں خواجہ سرا بھی شامل ہیں۔ ان کو بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔

① یادامی۔ ② پستی۔ ③ - صدی -

یادامی کا عضو تناسل یادام پستی کا پستہ کی مانند اور صدی میں ہوائے پیشاب کی تالی کے اور کچھ نہیں ہوتا..... مردی علامت کے تقاضے سے سحت (جسم) کو جسم سے رگڑنا) میں اور زنانی علامات (جو مردانہ خصلت ہونے کو لازم ہیں) کے غلبہ سے علتِ اند میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ ترکیب کی رو سے مزاج میں جس حصہ کا غلبہ ہوتا ہے وہی کام اختیار کر لیتے ہیں اور دائرہ صی موبچھ یادامی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور دوسری قسموں میں اتفاقاً ہی ہوتی ہے۔ انزال کے وقت یادامی کی منی پتلی پانی کی طرح اور پستی کی اتفاقہ سے نکلتی ہے اور ان کا سحت عورتوں کی طرح ہوتا ہے۔ اور یہ شہواتِ مسیح ہے کہ کسی عورت یا خواجہ سرا سے سحت کرنے والی عورت مرد کے کام کی نہیں ہوتی

دوسری قسم ختنی ہے۔ جن میں پیشاب کی نالی کے سوا مردانہ و زنانہ دونوں عضو نہیں ہوتے اس لیے ضدلی بھی انہیں میں شامل ہے اور مادہ کے برابری کی وجہ سے بعض میں دونوں عضو برابر لیکن بحسب مزاج ایک قوی اور غالب ہوتا ہے۔ جو کہ پیشاب نکلنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ زنانہ میں حیض آنا، حمل رہ جانا اور مردانہ غلبہ کی صورت میں مادہ متوہ کا نکلنا، حمل ٹھہر دینا اتفاقی اور تادر ہیں۔ لہذا بیکارا اور کمزور عضو کاٹ کر زخم مرہموں کے ذریعے مندمل کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی دونوں اعضا برابر قوی ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے فقہاء اس کو ختنی مشککہ کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں ایک روایت کچھ لہوں ہے کہ

”ہندوستان میں ہیچڑوں کا ایک مشہور گروہ ہے جو مذکر مزاج و عادات کے غلبہ کی وجہ سے عضو تناسل کاٹ کر اور زخم مندمل ہونے کے بعد پیشہ انہ کرتے ہیں۔ اور آپس میں ایک شخص کو زچودھری مقرر کر کے تمام معاملات اسی سے فیصلہ کرواتے ہیں۔ تو ان سے یہ بات درجہ یقین حاصل کی چکی ہے کہ یہ لوگ کسی نئے شخص کو اپنے گروہ میں داخل کرنے کے لیے ”میر ہیچری“ کی کڑھائی کرتے ہیں۔ اس وقت کیسا ہی قوی اور بہادر شخص اگر اس جگہ بیٹھ جائے تو بہادری اور مردانگی کا فہر ہو کر انہیں کا شریک حال ہو جائے گا۔ بھلا جادو کے سوا اس کو اور کیا کہہ سکتے ہیں؟“

ہیچڑوں کی ایک نئی قوم زنانہ کہلاتی ہے۔ ان لوگوں میں زنانہ عادات اس قدر تو نہیں ہوتیں کہ عضو مخصوص کاٹ کر ہیچڑوں میں شریک ہو جائیں

تاہم پیشہ انہما ورمزاج گانا کرتے ہیں اور زمریوں سے زیادہ ناز و کمر شمع دکھاتے ہیں اور اکثر مردانہ خراج کے قلمبہ کے باعث صاحب اولاد ہوتی ہیں بہر حال سبب ولادت بچہ میں ظاہر ہونا ضروری ہے۔۔۔ طبی دلائل سے ثابت ہے کہ مرد کا مزاج گرم خشک اور عورت کا مزاج سرد تر ہے لہذا ہر ایک کی منی بھی اس کے مزاج کے ضرور موافق ہوگی۔ دونوں کو ایک ساتھ نزال ہونے کی حالت میں اگر بچہ حاصل قرار پائے تو مردانہ منی کی گرمی قحط کی زنانہ منی کی سردی اور تری سے معتدل ہو کر لڑکا بھی معتدل مزاج پیدا کرے گی اور اعتدال نہ ہونے کی صورت میں بچہ کا مزاج زیادتی کی طرف مائل ہوگا۔ مثال کے طور پر مردانہ منی کی گرمی ۳۰ درجہ سردی ۲۰ درجہ، خشکی ۵ درجہ تری ۱۰ درجہ اور زنانہ منی کی گرمی ۲۰ درجہ، سردی ۲۰ درجہ، خشکی ۱۰ درجہ اور تری ۱۵ درجہ قرار دیجائے تو دونوں منی ملنے کے وقت اگر مردانہ گرمی و خشکی غالب رہے تو بچہ اصلی مزاج اور کل مردانہ صفات سے موصوف ہوگا اور کی زیادتی کی صورت میں اختلاف پڑے گا۔ چنانچہ اگر اس مرد پر زنانہ مزاج کا فیضان ہو تو مردانہ اعضا کے باوجود بعض زمانہ صفیں بھی پیدا ہوں گی۔ جوانی میں علت انہ تو نہیں بلکہ اگر رعیت اور قدرت ہوئی تو بجائے عورتوں کے لڑکوں کی طرف مائل ہوگا۔ زنانہ مزاج کی وجہ سے جسمانی قوتیں کمزور ہوں گی اور جوانی کا نشہ اترنے کے بعد ہمیشہ علت انہ میں مبتلا ہوگا۔ اور زنانہ و ہیچروں کا شریک حال نہ ہوگا اور زنانہ ۱۰ درجہ کم کر وقت پر بچہ لڑکپن میں صحت بد کی وجہ سے علت انہ

اختیار کر لے گا۔ اور جوانی میں اکثر فائل اور کبھی مفعول لیکن آخر عمر میں قوتیں کمزور ہونے کے وقت ہمیشہ مفعول ہی بنے گا اور اصل قسم کی نسبت زیادہ مردانہ حالات کی طرف راغب رہے گا۔۔۔ اس قسم کا قوی مزاج شخص جس کی شہوانی قوتیں اور طبعی حرارت قوی ہو اگر چہ بچپن میں کسی لاشعہ کی وجہ سے مفعولیت میں گرفتار ہو جائے لیکن طبعی حرارت کے ظہور اور جوانی میں چڑھنے کے وقت سوائے فاعلیت کے دوسرا کام نہیں کرتا۔ کیونکہ مردانہ مزاج، طبعی حرارت اور قوتیں کامل ہو کر زنانہ کمزور مزاج کو دبا دیئے ہیں اور دفع کر دیتے ہیں۔۔۔ اور اگر زنانہ مزاج نے مردانہ مزاج کو سفلوٹا ہی کم کیا ہے تو بچہ زنانہ مزاج اور اگر بہت کم کر دیا ہے تو محنت پیدا ہو گا اور عضو کاٹ کر ہیجڑوں میں شامل ہو جائے گا۔ اگر زنانہ مزاج قطعی نہ ہو اور مردانہ مزاج بھی پیدائشی کم ہو تو مادہ کی کمی و بیشی کے موافق خواجہ سرا یا اوصاف مردانہ یا دامی و پستی پیدا ہو گا۔ یہ علتِ انہ کی طرف قطعی نہیں جھکتا بلکہ اگر عضو تامل چھوٹا ہونے کی وجہ سے جماع پر قادر نہ ہو تو عورتوں سے سختی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اگر مردانہ مزاج و مادہ کم ہونے کے باوجود زنانہ مزاج کا بھی کچھ اثر ہو تو خواجہ سرا ضعیف ہو گا۔ اگر اعضاء و اوصاف مردانہ ہوں گے تو خواجہ سرا اور اگر زنانہ ہوں تو خفیہ شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ لعنت میں خفیہ اوہی ہے جو مردانہ زنانہ دونوں علامات سے علیحدہ ہو۔ غرضیکہ جس قدر زنانہ مزاج آمیزش کم ہوگی اسی قدر صفتِ مفعولیت کا ظہور بھی کم ہو گا۔ کیونکہ

مزاج و قوتیں اور افعال زبردست ہونا مردوں کو لازم اور اس کے خلاف زنانہ مزاج کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور کبھی جسمانی قوتیں زبردست ہونے کے باوجود پیدائشی مزاج کے ضعف کی وجہ سے مفعولیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

حاصل مطلب یہ ہوا کہ جو شخص مزاج پیدائشی مردانہ پاتا ہے اس کے دل میں شیر کی طرح بکثرت گرمی ہونے کی وجہ سے دل قوی اور تمام کام مردانہ ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف عورتیں خرگوش کی طرح سردی مزاج سے مغلوب ہوتی ہیں۔ اسی طرح اعضا کی سختی مردانہ مزاج کا غلبہ ظاہر کرے گی۔ عورتوں کا سرد تر مزاج ہونا ظاہر ہے۔ اگر عورت اپنے خلقی مزاج پر پیدا ہو تو تمام زنانہ صفات سے متصف اور مردانہ مزاج کے غالب ہونے کی صورت میں زنانہ اوصاف کے ساتھ اعضاء وغیرہ میں مردانہ رنگ چھلک کر اکثر سختی کی طرف راغب رکھے گا لیکن دونوں مادوں کی برابری کے ساتھ دونوں مزاج برابر یا زنانہ مادہ غالب یا مردانہ غالب یا دونوں مادے تو برابر لیکن زنانہ یا مردانہ مزاج غالب ہو تو اول صورت میں خنثی صندلی دوسرے میں خنثی امعہ قوی عضو زنانہ اور تیسرے میں خنثی امعہ قوی عضو مردانہ چوتھے میں خنثی زنانہ مزاج کی طرف اور پانچویں میں خنثی مردانہ مزاج کی طرف راغب ہوگا۔ چوتھی اور پانچویں قسم میں اگر دونوں مادے برابر ہونے کے باوجود بکثرت ہوں تو دونوں عضو موجود ہوں گے ورنہ نہیں۔ اور زنانہ مادہ بکثرت ہونے کی حالت میں ممکن

ہے کہ مادہ کی کمی و بیشی کے موافق چھتیاں اور رحم (بچہ داتی) بھی پیدا ہو جائیں۔ اور زمانہ مزاج کے غلبہ کے وقت ملتِ اینہ اور مردانہ مزاج کے غلبہ میں سحق کا شوقین ہو گا۔ اور دونوں قسم کے عضو ہونے کے ساتھ کھال کا نرم ہونا زمانہ پن کی نشانی ہے۔

یعنی ممکن ہے کہ بالغ (ڈاڑھی، مونچھا اور مردانہ آواز وغیرہ) ہونے سے پہلے عضو تناسل کاٹ دیا مردانہ مزاج کو روک کر عورتوں کے مشابہہ مزاج کر دے۔ لیکن بالغ ہونے کے بعد کاٹ دیا مردانہ مزاج کو مانع نہیں ہوتا۔

عورتوں کے سرد مزاج، ہنسی و جھوٹ

- ۱۔ عورتوں کے سرد مزاج ہونے کی چند ایک وجہ مندرجہ ذیل ہیں
بچہ بنتے اور کامل ہونے کے لیے غذا حاصل کرنے اور پیدا ہونے کے بعد دودھ پینے کے لیے سامان جمع رہے۔ یہ مقصد طبعی گرمی دے رہے ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ورنہ گرمی مادہ کو گھلا پگھلا کر ناپید کر دے گی۔
- ۲۔ ماہواری مادہ جمع ہونے اور بوقت ضرورت کے لیے اکٹھا ہونے کی وجہ سے ان کا بدن نرم اور مست کیا گیا ہے تاکہ پھیل سکے۔
- ۳۔ سردی کی وجہ سے ان کا جسم مست ہونے سے ناگدہ یہ ہے کہ ہمیشہ گھریں رہ کر امور خانہ داری کی ترتیب اور بچوں کی اصلاح کر سکیں۔

یہاں یہ بات واضح کر دینی ضروری سمجھتا ہوں کہ عورت برا اعتبار جسم کی موزونیت اور چھاتیوں کے اُبھار کے بارے سے تقریباً پندرہ برس

کی عمر میں قابلِ نکاح ہو جاتی ہیں۔۔۔ لیکن بے حیا شرم کے باعث مباشرت کے ذائقہ سے محروم رہ جاتی ہیں۔ اور بیس برس کی عمر خاص جوانی اور دونوں کے عیش و لذت کا وقت ہے۔ اور بیس برس کی عمر تک ناز و نحرے، انداز و کمرے، خود بینی و خود آرائی، لذتِ جماع کے انتہائی شوق کا (یہاں تک کہ مرد کی کوئی چہر بانی اور وقار اس سے بڑھ کر نہیں ہوتی) زمانہ ہے۔ اور چالیس برس گزرنے پر عورت بوڑھی ہو جاتی ہے۔ اور بڑی سے گوشت لٹک کر چہرے کی ترقوازگی اور صفائی کو غیب کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے اس عمر میں عورت بناؤ سنگھار کر کے اپنا عاشق تلاش کرتی ہے اور مردوں کے ساتھ مزاج میں عاجزی و انکساری اور منت و سماجت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے شوہر کی رعایتوں کی زیادہ خواہاں ہوتی ہے۔ تاکہ اس کے دل میں جگہ پائیں اس عمر سے گذر کر مرد کی توجہ اور صحبت کے قابل نہ ہونے کے باوجود ان کے جماع سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ اور لذت حاصل نہیں ہوتی چنانچہ پچاس سال کے بعد قابلِ قتل اور مباشرت کے اعتبار سے مرد کی قاتل ہوتی ہیں۔ ہاں دیتوی کاموں اور اولاد کی پرورش کے لیے بہترین منتظم ہوتی ہیں۔ اور ساٹھ سال گزرنے کے بعد ان سے جماع کا تصور کرنے والے پر اللہ اور تمام مخلوق کی لعنت۔ یہ بات بھی واضح کرنی ضروری ہے کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ عورت کی خواہشات بھی ترقی کرتی چلی جاتی ہیں۔

کا اصل میں سفید ہی بتایا گیا ہے۔ بدیں سبب چھائیوں کا خون سفید دودھ اور خضیوں کا سفید منی ہو جاتا ہے۔ نیز یہ بھی مشاہدہ ہے کہ کالی صورت بلکہ جلیقن کا دودھ اور منی کی مٹی سیاہ نہیں ہوتی۔

حکماء اور اطباء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی منی میں حمل ٹھہرانے اور قبول کرنے کی قابلیت ہے یا نہیں۔ حکماء بدلیل مضبوط کہتے ہیں کہ

”اگر دونوں میں دونوں قوتیں ماتی جائیں تو یقیناً ایک ہی کی منی سے بچہ پیدا ہو جانا چاہیے۔ حالانکہ یہ شہادت و تجربہ یہ وقوع پذیر نہیں۔“

لیکن اطباء (حکیم جالینوس وغیرہ) نے دونوں کی منی میں دونوں قوتوں کا بیان کر کے اس پر دلائل دیئے ہیں۔ لیکن انہوں نے بھی حمل ٹھہرانے کی قوت عورت کی منی میں غالب رکھی ہے۔

میں ذاتی طور پر حقیقت سے ناواقف ہونے کے باعث کسی ایک کے قول کو سچا ثابت نہیں کر سکتا لیکن اتنا ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ چونکہ مرد کی منی گرم خشک اور عورت کی منی سرد تر ہے جب تک دونوں جمع نہ ہوں قابل پیدائش اعتدال نہیں ہو سکتا۔ بشرطیکہ دونوں کے اصل مزاج میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا ہو۔ پس مرد کی منی حمل ٹھہراتے والی اور عورت کی منی قبول کرنے والی ہوتی۔

مادہ منویہ کی ماہیت

تمام حکماء اس بات پر متفق ہیں کہ مادہ منویہ چوتھے سہم کا فضلہ ہونے کے باعث تمام اعضاء سے کھینچ کر آتا ہے۔ نیز سب کے سب اس بات پر بھی متفق ہیں کہ متشابہہ الاجزاء (کیاں) محسوس ہوتی ہے لیکن اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ حقیقت میں مختلف الاجزاء ہے یا نہیں۔ بعض اس کے مختلف الاجزاء ہونے کے لیے یہ دلیل دیتے ہیں کہ بچے کا ہر عضو ماں باپ کے عضو سے مشابہہ اور اس کے مادہ سے بنتا ہے۔

چنانچہ آنکھ کے مادہ سے آنکھ اور ناک کے مادے سے ناک اور اسی طریقہ پر باقی اعضاء ظہور پذیر ہوتے ہیں اور بچہ کاماں باپ کے مشابہہ ہونا اس کی واضح دلیل ہے۔ اور آنکھ کے مادہ سے ناک اور ناک کے مادہ سے آنکھ بننا ممکن نہیں کیونکہ عقل بھی یہی بات تسلیم کرتی ہے کہ ہر عضو اپنے مشابہہ عضو سے پیدا ہو۔

علم قیافہ

حق باری تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں ہر ایک کو خاص مزاج اور اندرونی و بیرونی بے شمار عادات عطا کی ہیں۔ لیکن حضرت انسان کو طبعی اور عقلی عادات کے سوا ظاہری اعضا میں بھی ایسی علامتیں رکھی ہیں کہ جن سے اُن کے اندرونی حالات پر اندازہ لایا جاسکے۔ اس کو ”علم قیافہ“ کہا جاتا ہے۔۔۔ چنانچہ حکمائے متقدمین و متاخرین نے اپنی دانائی اور امکانی طاقت خرچ کر کے نہایت سعی و کوشش کے ساتھ پوشیدہ باتوں کو ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ مرد و عورت کا اکثر قیافہ مشترک ہے۔ نیز موقع و محل اس بات کا متقاضی ہے کہ خاص عورتوں کا قیافہ تحریر کیا جائے لہذا بندہ ناچیز اپنی عقل و قیاس کی رہبری میں اس طرف عنانِ قلم متوجہ کرتا ہے اور اصل حال تو صرف اور صرف خداوندِ قدوس کی ذلت ہی خوب جانتی ہے۔

۱۔ تمام اعضا کا بڑا و پُر گوشت اور قوی ہونا تمام حیوانی قوتوں کے قوی ہونے کی ولالت کرتا ہے۔ اور جسم کی موذونیت سے جو عضو چھوٹا ہو وہ کمزور ہے۔

۲۔ لمبا قد و بترہ رنگ اور لاعرجم جلد انزال ہونے کی علامت ہے۔

اس کا الٹ اس کے خلاف ہوگا۔

۳۔ سر کے بال بکثرت اور بھرے ہوئے ہونا قوی مزاج اور کم ہونا کمزور مزاج کو ظاہر کرتا ہے۔ چہرہ سخت ہوتا ہے دوسری کینہہ علامتوں کے بے باک اور پُر شہوت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ چہرہ گلی اور مرہ ہوتا شرمگاہ کی تنگی اور قریبی کا باعث ہے۔ اس کے خلاف میں نتیجہ یہ عکس ہوگا۔

۴۔ کمال نرم و سقیم کی شہوت، سرخ کثرت شہوت، گندمی سرخ سے زیادہ اور سیاہ گندمی سے بھی زیادہ پُر شہوت ہے۔

۵۔ بلند پیشانی دولت مندی کا نشان اور گریبہ چشمی شہوت ناک اور سیاہ آنکھیں کی شہوت تیلانی ہیں۔ بڑی بڑی اور مستانہ آنکھیں شہوت ناک اور شرمگاہ فراخ ہونے کی نشانی ہیں۔ لیکن اکثر مردوں کو پسند کرتی ہیں۔ شوخی چشم اور بلند حرکت خصوصاً مردوں کی طرف آنکھوں کی جلد جلد حرکت بدکاری کی علامت ہے۔

۶۔ ناک لمبی اور موٹی رحم کے طویل ہونا اور اس کے خلاف نیز ناک کی بلندی شرم گاہ کے گہرا ہونے کی دلیل ہے۔

۷۔ منہ تنگ، تنگی شرم گاہ اور منہ کی فراخی اس کی فراخی، منہ کی خوبصورتی اس کی خوبصورتی اور منہ کی بدصورتی اس کی بدصورتی کی دلالت کرتی ہے۔

ہونٹ کا موٹا ہونا شرم گاہ کے لب یا کنارہ کے موٹے ہونے اور

میاں بیوی

۶۵

ہونٹ کا باریک ہونا اُس کے کنارے باریک ہونے کی علامت ہے بالائی ہونٹ پر بال ظاہر ہونا نیز نابت بالوں کی کثرت بتاتا ہے۔
۹۔ لمبی ٹھوڑی شرم گاہ گہری اور چوٹی ٹھوڑی اُس کی تسکلی کھ علامت ہے۔

۱۰۔ موٹی گردن شرم گاہ کی بڑائی بتاتی ہے۔۔۔ مونڈے بڑے پر گوشت اور چوڑے بدنی قوتوں کے زبردست ہونے کی دلیل ہیں۔

۱۱۔ چھاتیوں سمیت و پیر گوشت و بلند اور تیلی کمر پر شہوتی اور جوار کی طرف زیادہ میلان بتاتی ہے۔ ایسی عورتیں مردوں کو بھی بہت پسند ہوتی ہیں۔

۱۲۔ پیٹ کا بڑا ہونا خواہش جوار کی زیادتی اور اس کے بخلاف کمی کی نشانی ہے۔
۱۳۔ پیٹرو کی ہڈی بلند اور چربی کم جلد اتزل اور سختی کی طرف جلد رغبت ہونے کی دلیل ہے۔

۱۴۔ نر بدنی اعضا کی میز و نیت کے خلاف پیٹرو زیادہ بڑا ہو تو شرم گاہ ہری ہے ورنہ نہیں۔ چونکہ کی بلندی بھی گہرائی کی دلیل ہے۔

۱۵۔ ران اور پنڈلی سمیت و قریب شہوتی جوش کی کثرت کی کثرت ہیں۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ عورت کا منہ چوڑا ہونا شرم گاہ چوڑی بتاتا

نیز زیریں لب کا چھوٹا ہونا اور زبان کا بہت ہی سرخ ہونا تنگی کی علامت ہے۔ زبان ایسی گول کہ گویا سرے کٹے ہوئے ہیں شرم گاہ میں پانی زیادہ بتاتی ہے۔۔۔ بڑا چہرہ موٹی گردن اور کولے چھوٹے ہوں تو شرم گاہ بڑی

بڑی اور تنگ ہوگی۔۔۔۔۔ چھاتیوں، پنڈلیوں اور پیرو پر بکثرت گوشت
 ہونا شرم گاہ کی بڑائی اور شوہر کی طرف سے رنج پہنچنے بلکہ بے شرم ہر
 ہو جانے کی علامت ہے۔۔۔ منہ سرخ، چھونے میں گرم، چھاتیاں سخت
 لمبی نیچے کو مائل اور کولہے سخت از روئے نکالے بے خطرہ ہے۔۔۔
 سرخ رنگ گد بہ چشم بہت پر شہوت ہے۔۔۔ پچھڑے کی طرح آنکھیں
 علمیت پر دلالت کرتی ہیں۔ شلتے بڑے کولہے چھوٹے شرم گاہ کی بڑائی
 اور پیشانی کی طرف آنکھوں کا بلند ہونا کشادگی چاہتا ہے۔۔۔ چربی دار
 شرم گاہ والی صرف ۱۲ انگشت عضو تناسل والے مرد سے لذت
 پاسکتی ہے۔۔۔ شرم گاہ لمبی اور لاغر ہو تو انزال جلد اور پر گوشت
 ہو تو انزال جلد اور پر گوشت ہو تو انزال دیر میں ہوتا ہے۔

پچھائیوں کی اقسام

قرینہ عقی تو اس بات کا خواہاں تھا عورت کی پچھائیاں رحم کے قریب (دیگر حیوانات کی طرح) ہوتیں تاکہ عمل کی حالت میں رحم سے مادہ با آسانی دباں پہنچ سکتا لیکن چونکہ آدمی کا بچہ پیدا ہوتے ہی اٹھنے بیٹھنے اور حرکت کرنے پر قادر نہیں ہوتا ایک جت پڑا رہتا اور بہت دیر بعد اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اسی دیر سے عورتوں کی پچھائیاں بلند پیدل کی گئی ہیں تاکہ بچہ کے چپت ہونے کی حالت میں با آسانی بیٹھنے اُس کے منہ میں دیکر دودھ پلایا جاسکے۔ نیز موزونیت جسمانی اس کے سینہ کی بلندی پر واقع ہونے کی خواہاں تھی تاکہ مویشی کی بچہ پیدا ہوتے ہی اٹھنے بیٹھنے اور دیگر حرکات پر بہت جلد ممکن ہو کر اپنی ماں کی پچھائیوں سے دودھ پانی سکتا ہے۔ لہذا ان کی پچھائیاں رحم کے قریب رکھی گئیں۔

خدائے بزرگ دیر ترے پچھائیاں تین قسم کی بنائی ہیں۔

- ۱۔ چھوٹی جن کی بڑھ موٹی اور اوپر سے باریک کم اونچی ہوتی ہے۔۔۔۔۔
- ان کا نام چکی ہے۔ دودھ پلانے اور مرض سے لاغر ہونے اور بڑھاپے میں بالکل نامعزوم ہو کر سنبھ صاف ہو جاتا ہے۔ ایسی عورتوں میں اولاد کا ظہور بمشکل ہی ہوتا ہے۔

۲۔ بڑی۔۔۔ ان کو گھباکتے ہیں۔۔۔ دودھ پلانے اور بڑھاپے میں ڈھیلی ہو کر قابلِ نفرت ہو جاتی ہیں۔۔۔ پنجاب کی عورتوں کا اکثر یہی حال ہے۔
۳۔ متوسط۔۔۔ جو بڑے موٹی ہونے کے باوجود بلند اور اوپر کو کچھ ڈٹی بھی ہوتی ہیں۔ ان کو رائے کہا جاتا ہے۔۔۔ مذکورہ بالا اسباب سے متاثر ہو کر بھی اپنی حیثیت قائم رکھتے ہوئے موجود رہتی ہیں۔ اکثر جگہ انگیا کاروانج نہ ہونے سے اعلیٰ درجہ کی چھاتیاں بھی بچھ سرے ہی میں خراب ہو کر قابلِ نفرت ہو جاتی ہیں۔

یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ بھٹی کسی بڑی چھوٹی ہوتی ہے۔ بڑی بھٹی اکثر بڑی چھاتیوں میں اور کبھی گیارہویں قسم میں بھی پائی جاتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چھاتیوں اور اکثر تیسری قسم میں بھٹی چھوٹی ہوتی ہے۔ اگرچہ دودھ پلانے کی حالت میں بڑھ جاتی ہے۔ لیکن مساس کے لائق صرف بڑی بھٹی ہی ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ اگر مساس کے وقت چھاتیوں میں گھٹی پائی جائے تو یہ مستی اور مستی جمع ہونے کی علامت ہے (نوعِ مرد اور عورتوں کی طرح) اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عرصہ سے مرد نہیں ملا اور اگر ملا ہے تو اس کی خواہش رفع نہیں ہوئی۔ اور شروعِ جوانی بلوغت کے وقت جو چھاتیوں میں گھر ہیں پائی جاتی ہیں ان کی وجہ یہ ہے کہ مستی اور جھٹکا مادہ بکثرت ہونے کے سبب اس کو بحران کے طبقہ پر متصل رگوں کی راہ بخارات بن کر چھاتیوں میں پہنچا دیتی ہے چھاتیوں کی سخت

ہسٹجی ہوتے کے باعث بار یک اور تیلے اڑ کر گڑھے اجزا اسی جگہ
کی سردی اور ترارت کی کمی سے گرہ بنا کر چھاتیوں کی جسامت بڑھا دیتے
ہیں۔۔۔ بچاتیوں کے ظاہر ہونے اور بڑھتے ہیں یہ حکمت اور دلیل ہے
کہ پیدائش کے وقت دودھ پیدا کرنے کو تیار ہیں۔ ”حقیقت ہے کہ حکیم
کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔“

پیر وہ بکارت اور رحم کی اقسام

کتوار بچے کی حالت میں رحم کے منہ پر ایک جھلی لگی ہوتی ہے اور اس جھلی میں رگوں کا ایک جال سا بنا ہوا ہوتا ہے۔ پہلی ہی مباشرت میں یہ جھلی اور رگیں پھٹ کر خون بہتا ہے۔ اور حیض کی حالت میں رحم کی نالی کھلنے سے وہ جھلی سُست اور ڈھیلی ہو جاتی ہے۔ لیکن بکارت نہیں ٹوٹتی پیشاب کی نالی رحم کے منہ سے اوپر ہوتی ہے۔

خداوند قدس نے رحم تین قسم کے بنائے ہیں۔

۱۔ نرم باریک اور ہلکا جو قوی دھکوں سے تکلیف پاتا اور چڑیا دھرن کے نام سے مشہور ہے۔

۲۔ سخت، موٹا اور دبیر۔ زبردست دھموں اور دھکوں کا خواہاں ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہے کہ بغیر اس کے لذت نہیں پاتا یہ جھینسا دھرن کہلاتا ہے۔

۳۔ متوسط درمیانہ جسم ہوتا اور ایسے ہی صدمات اور دھکے چاہتا ہے۔

لیکن انزال کے وقت سخت حرکات کا خواہاں ہوتا ہے۔ اس کو سودا و برص کہتے ہیں۔

انزال اصل پیدائش کے اعتبار سے رحم قوی اور دبیر ہوتا ہے لیکن اکثر مباشرت یا کثرتِ اولاد وغیرہ کے باعث کمزور ہو کر زبردست دھکوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ مرض میں داخل ہے واصل تقسیم کو مقرر نہیں نیز اکثر ٹھوس اور سخت بدنِ رحم کے دبیر اور مضبوط ہونے پر دلالت ہے۔ دبیر کی خواہش مند اور حرص و انہیوں کا رحم سخت ہوتا ہے۔

یہ بتانا ضروری ہے کہ حرص کی کمی، دبیر میں خواہش یا انزال دبیر میں ہونا بلغمی مزاج پر دال ہے۔ اور صفراوی مزاج میں انزال جلد سخت حرص اور بہت جلد جماع کی خواہش ہوتی ہے۔

حیض

ارباب بصیرت سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حیض (ماہواری خون) نو یا دس برس کی عمر سے شروع ہو کر اسیستہائے پچاس سال کی عمر پر اکثر عورتوں میں بند ہو جاتا ہے جب تک حیض جاری رہے عموماً تیبہنی ناک حمل ٹھہر سکتا ہے اور پچاس سال کی عمر کے بعد بہت ہی نادر الوقوع ہے۔ حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے چنانچہ شیخ الرئیس نے اس کا اور بچہ زندہ رہنے کا مشاہدہ تحریر کیا ہے۔ آج تک کی تاریخ میں حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت چار سال ہے (شیخ الرئیس ہی کے زمانے میں ایک عورت کے چار سال کے حمل کے بعد بچہ پیدا ہوا تھا جس کے دانت بھی موجود تھے) حیض کی ابتدا نو یا دس سال کی عمر سے مقرر ہے۔ اگر اس سے پہلے یا مدت ختم ہونے کے بعد یعنی ساٹھ سال اور اس کے بعد بھی ہو تو یہ مرض شمار کیا جائے گا اس طرح اس کے دورہ کے کم از کم دو دن اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ۔ ایک مہینہ سے دھڑبھڑانے کا دورہ شروع ہونے کے درمیان بیس روز

ہوتے ہیں۔ اس سے کمی یا زیادتی کی صورت میں جسم بان خون یا استخفافہ ہوگا۔
اب سہل مسیحی کا قول ہے کہ۔

”اکثر عورتوں کو چودہ سے بیس سال تک حیض شروع ہوتا ہے۔
اس سے قبل و بعد ممکن نہیں۔ یعنی حیض زیادہ سے زیادہ بیس سال
کی عمر میں شروع ہو کر پچیس سال کی عمر میں ختم ہو کر سلسلہ حمل کو
منقطع کر دیتا ہے۔ اس وقت انقطاع حمل اس وجہ سے نہیں ہوتا
کہ خون حیض بچہ کی غذا بنتا ہے۔ کیونکہ محال ہے۔ وہ فضلہ روی
قابل دفع جس کو طبیعت کو اسیت اور روی ہونے کے جب
عورت کے جسم سے پھینکتی ہے۔ کیونکہ خیال کیا جائے کہ بچہ
کے بدن کی غذا بنتا ہے۔ حالانکہ بچہ کا بدن نہ مزاج لطیف و
ترکیب کمزور قوتیں سُست اور کمزور رطوبت ہونے کی وجہ سے
معمولی سبب بھی خرابی کا باعث ہو جاتا ہے۔ نہ کہ یہ روی فضلہ غذا
بن سکے۔ بلکہ حالت حمل میں حیض کے بند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نطفہ
کو روکنے کی وجہ سے رحم کا مہر بند رہتا اور پھر بچہ بڑا ہو کر اور
روکتا ہے اس کے رکنے کا فائدہ یہ ہے کہ یہ فضلہ بچہ کو پھسلا کر نکلنے
میں مددگار ہوتا ہے۔ نیز اگر نطفہ مذکورہ جنین کی غذا بننا تو بعد
پیدائش مقدار کثیر کس طرح اوند کہاں سے نکلتا۔ پس بچہ کی غذا ماں
کے اعلیٰ و بہتر خون سے بنتی ہے اور ریکار یا باقی مادہ اس فضلہ کے
ساتھ جمع ہو کر بعد پیدائش نکل جاتا ہے۔“

علامہ کے کہنے کے مطابق یہ غلط ہے کیونکہ یہ مشہور بات ہے کہ حیض کا خون تین قسم کا ہوتا ہے۔

- ۱۔ بچہ کی غذا میں صرف ہوتا ہے۔
 - ۲۔ دودھ پینے کے قابل چھاتیوں میں پیچکر دودھ بن جاتا ہے۔
 - ۳۔ بے کار جمع رہ کر بوقت نفاس سرد مندر ثابت ہوتا ہے۔
- سیری اپنی ناقص عقل کے مطابق علامہ کا فرمان درست ہے کیونکہ ایک سہل مسیحی کا قول ماننے پر دودھ پلانے کی حالت میں حیض بند نہ ہونا چاہیے اور یہ بات ظاہر ہے کہ سولے ماہ بعد از ولادت کے (یعنی جبکہ عین شباب اور مادہ بکثرت ہوں) اکثر دودھ پلانے کا زمانہ جریان حیض سے خالی گذرتا ہے نیز غیر حمل کی حالت میں دو ماہ متواتر بھی حیض بند رہتا کوئی نہ کوئی مرض لاحق کر دیتا ہے اور سخت تعجب ہے کہ حالت حمل میں روی اور مقابل دفع فقلہ (مرض پیدا کرنا جس کا کام ہے) بچہ کی غذا میں ختم نہ ہونے کے باوجود عواہ یا دم ویش (متواتر بند رہنے پر بھی باعث مرض نہیں ہوتا) نیز حاملہ کو چار ماہ تک متلی تھے وغیرہ لاحق رہتی ہے) اور بچہ پورا اور قابل غذا ہونے کے بعد تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔

خداوند قدوس کی حکمت بالغہ نے عورتوں کی بدنی گرمی اس واسطے کم رکھی ہے کہ ان کا خون حیض تمام قناتہ ہو کر اور غذائے مادہ کا بقیہ جمع رہ کر بچہ پیدا ہونے کے بعد بوقت قدرت اس کی غذائے اور اس کا بھی بقیہ جمع رہ کر ہر مہینہ حیض کے راستہ باہر نکل جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح بعض مردوں میں پیدا کی حرارت کم ہونے کے باعث کمزوری اور تحلیل کم ہو کر غذا کے فضلات بوا میر وغیرہ کی صورت میں

خارج ہوتے ہیں (لہذا یہ مقولہ مردوں میں بوا میر عورتوں کے حیض کی مثل ہے۔ ٹھیک ہے) اور یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کی کچی حرارت کے باعث جو مواد جمع ہوتے ہیں ضرورت کے وقت اُن کے بدن اور حمل کے وقت بچہ کی غذا بنتے ہیں۔ اور ملک زمین و آسمان کے حکم سے اُس کا بقیہ بعد پیدائش چھاتیوں میں پہنچ کر بشکل دودھ بچہ کی پرورش کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور زیادہ ہونے کی صورت میں رگوں کے راستہ رحم میں پہنچ کر خارج ہوتا ہے۔۔۔ حیض شروع ہونے کے وقت چھاتیوں کے پھولنے سے دونوں کی باہم رسم و راہ بخوبی واضح ہوتی ہے۔

مستحق یا ہم جنس پرستی

عورتیں مرد بيسر نہ ہوتے، کھانے سے بے نگرى، کوئی دنیوی کام نہ ہونے، پیدائشی آزادی، پرشہوتی و بے جیائی، اچھے بُرے کاغیاں نہ ہونے اور کوئی ہیر پان سمجھانے والا نہ ہوتے، شوہر نہ ہونے یا شوہر کے خبر گیر نہ ہونے اور برے کام کی رغبت دلانے والی صحبتوں کی وجہ سے عورتیں اس جیسا سوتا اور زباہ کن فعل قبیح کو اختیار کرتی ہیں اور پھر اس ہستہ ہستہ اس کی مشاق بن جاتی ہیں۔ جیسے اکثر مرد عورت نہ ملنے کی یا کسی اور سبب سے لونڈیے بازی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بری صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اور اس کی عادت پڑ جانے پر مرنے سے پہلے چھکارا ممکن نہیں ہوتا۔ اکثر بے جیسا اور بے شرم عورتیں (بے شرم لونڈیوں کی طرح) اس کام کو پسند کرتی ہیں۔ دنیا کے رواج کے موافق اس کا محبوب ہونا ظاہر ہے کہ مرد و عورت کی نگاہ میں ذلیل ہوتی ہیں اور ہر ایک ان پر انگلی اٹھا ہے۔ عام عورتیں ان کے پاس بیٹھنا بھی بہت برا سمجھتی ہیں اور ایسی عورتوں

کو اپنے گھروں میں نہیں آنے دیتیں۔۔۔ خداوند قدوس کے نزدیک بھی اس کی بُرائی ٹونڈے باندی سے کم نہ ہوگی۔

بعض عورتیں طبعی طور پر اس طرف متوجہ نہ ہونے کے باعث اگر مرد کی عدم خبر گیری کی حالت میں مجبوراً اس کی طرف راعب ہو جائیں تو مرد کی توجہ کے وقت جس طرح بے ممکن ہو اس کو چھوڑ دیتی ہیں۔ لیکن جن عورتوں کو ان کی رغبت ہوتی ہے۔ وہ یا تو مرد کے دوسری جگہ جانے سے یا کم شہوت بڑھایا پیدائشی کمزور اور عورت کے شہوت ناک ہونے سے (جو عورت کی شہوت کم کرے) اور غلبہ شہوت کے وقت اس قسم کی کوئی عورت مل جانے کی وجہ سے اس قبیح فعل میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اور مرد سے ان کی تسکین نہیں ہوتی۔ غرض یہ کہ بوقت موقع ایک دوسرے کی خواہاں ہو کر خلوت کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ دل میں اچھی طرح اس کی رغبت جم جاتی ہے تو عمر بھر اس کو نہیں چھوڑتیں اور مرد کو خاطر میں بھی نہیں لاتیں۔ بلکہ تمام عمر اس کو دیکھتا بھی پسند نہیں کرتیں۔

اس طرح کی عورت (جو کہ سخت بوہ مبتلا ہو) کی پہچان یہ ہے کہ بُلی پتلی اور تمام جسم پر گوشت و چربی کی کمی عموماً اور شرم گاہ پر خصوصاً بہت کمی اور پیٹرو کی بڑی نسبتاً زیادہ بلندا اور بے حد پُر شہوت ہوتی ہے۔ عورتوں میں بہت جلد میل جول پیدا کر لیتی ہیں اور تمام عمر مردوں کا تعلق گوارہ نہیں کرتیں۔

اس طرح کی عورتیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔

۱۔ تانیے کے پیسے (خصوصاً انگریزی ٹگے) تھیلی میں بھر کر شرمگاہ کی گنجائش کے موافق عضو تناسل کی شکل کا بنا کر اس کے اوپر مخمس کا دبیر کپڑا چڑھانے کے بعد آخر میں لمبے ڈورے لگا دیئے جاتے ہیں۔ چپٹی کے وقت اوپر والی عورت (مقام مرد) اُس کو پیڑ و کی بڈھی سے اوپر لگا کر ڈور سے بکریا چوٹڑ پر باندھ لیتی ہے۔ اور لعاب بیدار یا اسبغول وغیرہ سے نرم کر کے داخل کرتی ہے اور مرد کی طرح حرکت کر کے انزال کراتی ہے۔

۲۔ اس مخصوص آگہ کے بغیر اس طرح اپنا کام نکالتی ہیں کہ اوپر والی عورت دوسری عورت کے پیڑ و سے پیڑ و اور پیشاب گاہ سے پیشاب گاہ حسب خواہش رگڑ کر لذت سے بے تاب ہو کر دونوں منزل ہو جاتی ہیں۔

اگر بالفرض محال ایسی کوئی عورت کسی مرد کے پھندے میں پھنس جاوے اور مرد بھی یہ تہیہ کرے کہ اس کی یہ عادت ہر قیمت پر چھڑوانی ہے تو اس مرد کو چاہیے کہ سب سے پہلے وہ عورت کو اپنی چرب زبانی اور جھوٹی باتوں سے اس کام کے لیے راضی کرے۔ کیونکہ عورتیں ناقص العقل ہونے کی وجہ سے چرب زبانی اور جھوٹی باتوں پر بہت جلد فریفتہ ہوتی ہیں۔ اس کے بعد لازمی ہے کہ عورت کے پسندیدہ مقامات و پیشاب گاہ وغیرہ کے محاسن سے مست کر کے اس فعل کی طرف راغب کرنے کے بعد حرکت شروع کریں۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مندرجہ ذیل آسن اور

تدابیر اس عادت کو چھڑوانے میں کافی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کو مختصر طور پر تحریر کیا جا رہا ہے۔

پہلا آسان ہے :- عورت کو پسندیدہ مقامات کے تماس سے مرت کر کے زمین پر نرم بستر پر ٹائیں اور اس کے دونوں پیر ملا کر ان کے اوپر گھوڑے کی طرح سوار ہو جائیں پھر عضو مخصوص کو شرمگاہ میں داخل کرنے کے بعد اس کے پیر ایسے چھوڑ کر اس طرح حرکت کریں کہ اپنے پیٹرو کی ہڈی عورت کے پیٹرو کی ہڈی سے رگڑ کھائے۔ نیز اس دوران سر ذکر سے رحم کی تلاش کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ چھوٹے عضو تناسل سے یہ ممکن نہیں ہے لیکن عورت کے چوتھروں کے نیچے تکیہ رکھے سے یہ کمی پوری ہو سکتی ہے۔

دوسرا آسان ہے :- عورت کو ہر ممکن طریقہ سے شہوت ناک کرنے کے بعد زمین کو روٹی کے نرم گدیوں سے اچھی طرح دسمت کریں اور عورت کے چوتھروں کے نیچے ایک تکیہ رکھ دیں تاکہ اس کے پیٹرو کی ہڈی بلند ہو جائے۔ پھر ان کے دونوں پیر ڈھیلے چھوڑ کر اس کی کچھ ران میں اپنی کچھ ران رکھ کر دخول کریں اور سر ذکر سے رحم کی تلاش رکھتے ہوئے اپنے پیٹرو کی ہڈی عورت کی ہڈی کے نیچے یعنی پیشاب گاہ پر رکھ کر اس طرح ہلیں کہ اس کی شرمگاہ کی چربی و گوشت رگڑ سے ہڈی کی طرف مائل ہو۔ پھر نرمی کیساتھ پیٹرو سے پیٹرو رگڑ کر دیں جس سے عورت کس قدر قیاب ہو جاتی ہے۔

مباشرت کے طریقے

اکثر و بیشتر یہ منہ میں آیا ہے کہ مباشرت کے ایک روایتی طریقے کے علاوہ باقی تمام طریقے ناجائز، غیر مہذب اور فحش ہیں۔ یہ بات صحیح نہیں۔ جو طریقہ مباشرت میاں بیوی کے لیے آرام دہ اور پُر لطف ہو اس کو اختیار کر لینے میں کوئی عجز نہیں۔ بشرطیکہ اس سے میاں بیوی کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہ پڑتا ہو۔ اور وہ دونوں میں سے کسی بھی ایک کے جنسی اعضاء کے لیے مضر نہ ہو۔

بعض لوگ بچوں کے خواہش مند ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے۔ اسی طرح بعض مردوں کا اعضاءے تناسل چھوٹا ہوتا ہے اور بعض کا بڑا۔ اس لیے طریقہ مباشرت میں تبدیلی سے ان چیزوں کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔ ان طریقوں کے انتخاب کا تعلق میاں بیوی کی پسند اعضاءے تولید اور بچوں کی خواہش سے ہے۔ ان مقاصد کے لیے جو طریقہ مناسب ہو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

پہلا طریقہ :- اس طریقے میں عورت سیدھی لیٹ جاتی ہے اور مرد اوپر کی طرف سے دخول کرتا ہے۔ اور جنسی فعل انجام دیتا ہے۔ استقرار حمل کے نقطہ نظر سے یہ طریقہ مناسب نہیں۔ کیونکہ اس میں عورت سیدھی لیٹی ہوتی ہے اور اس کا سارا جسم میدھا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے انڈام نہانی کا رخ نیچے کی طرف ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے انزال کے بعد مرد کا مادہ متوہ عورت کے رحم کی طرف جانے کی بجائے فوراً باہر کی طرف آ جاتا ہے۔ اس طرح حمل کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ اس طریقے سے مباشرت کرنے سے عورت اور مرد دونوں کو بہت جلد ملتی ہے کیونکہ عورت کی دونوں تانگیں جڑی ہوتی ہیں۔ اس لیے دخول کے وقت جنسی اعضا رگڑ کھاتے ہیں اور یہ رگڑ لذت کا باعث بنتی ہے۔ عورت کہ بھی اس طریقے میں کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ سیدھی لیٹی ہوتی ہے اور اسے کوئی حرکت نہیں کرنا پڑتی اور تمام جنسی فعل مرد انجام دیتا ہے۔ لہذا عورت کو زبردستی نہیں ہوتی۔ اس طریقے سے عورت کو کئی زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ مردانہ عضو پھنس کر اندر داخل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اندرونی لبوں اور بیض سے رگڑ کی وجہ سے عورت میں سی ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ اس طریقے میں عورت بھی مرد کا مکمل ساتھ دے سکتی ہے کیونکہ اس طریقہ میں مرد کا تمام جسم اس کی پہنچ میں ہوتا ہے اور وہ مباشرت کے دوران ہر طرح کی حرکت کر سکتی ہے۔

دوسرا طریقہ :- اس طریقہ میں مرد عورت کے چوتھوںوں کے

نیچے ایک ٹیکہ رکھ دیتا ہے۔ اس طریقہ سے مردانہ عضو اندر نہانی میں زیادہ گہرائی تک جاتا ہے اور عورت کے رحم کے منہ سے ٹکراتا ہے۔ کیونکہ عورت کے چوتھوں کے نیچے ٹیکہ ہوتا ہے اس لیے رحم کا منہ عضو کے سامنے آ جاتا ہے۔ اس طریقہ سے انزال کے وقت مرد کا مادہ منویہ رحم کے منہ پر گرتا ہے یا اس کے قریب آج ہو جاتا ہے۔ اور جراثیم آسانی سے رحم کے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔ اس طریقے سے مردانہ عضو عورت کے نظر کو نہیں چھوتا یا بہت کم چھوتا ہے۔ اس وجہ سے اس طریقہ سے عورت کم لطف اندوز ہوتی ہے۔ یہ طریقہ استقرارِ حمل کے لیے مفید ہے۔

تیسرا طریقہ :- اس طریقہ میں عورت بیدی ٹیٹ کر اپنی ٹانگیں سینے کی طرف اٹھا لیتی ہے اور انہیں اپنے ہاتھوں سے تھامے رکھتی ہے۔ اس حالت میں عورت پہلے دونوں طریقوں کی بہ نسبت کم آرام میں ہوتی ہے۔ اس کا سارا جسم کسی قدر تھکاؤ میں ہوتا ہے۔ اور اس نے اپنی ٹانگوں کو ہاتھوں میں پکڑا ہوتا ہے۔ البتہ مرد ہر قسم کی حرکات کرنے کے لیے آزاد ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے بھی مردانہ عضو زیادہ گہرائی تک جاتا ہے۔ مرد اس طریقہ میں زیادہ کشش محسوس کرتے ہیں شاید اس کا کشش کا سبب وہ لذت ہے جو عورت کے ذرا مختلف اور تکلیف دہ طریقہ سے لپٹنے کی وجہ سے مرد کو نفسیاتی طور پر حاصل ہوتی ہے۔ یہ طریقہ بھی استقرارِ حمل کے لیے مفید ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے انزال کے بعد مرد کا مادہ منویہ باہر کی طرف نہیں آتا بلکہ رحم میں

یا رحم کے پاس جمع ہو جاتا ہے۔

چوتھا طریقہ :- اس طریقہ میں عورت سیدھی لیٹ کر اپنی ٹانگیں اٹھا کر مرد کے کندھوں پر رکھ دیتی ہے۔ عورت اس طریقہ میں آرام سے نہیں ہوتی۔ مرد کے عضو کی شدید ضربات عورت کے رحم کے منہ پر پڑتی ہیں۔ اس کی وجہ سے رحم کے ٹیل جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اس میں مردوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اس طریقہ میں عضو کی ضربات شدید نہیں ہوتی چاہئیں۔ عضو پورے کا پورا داخل بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اس طریقہ میں سرجہ بالا احتیاط لیں جائے تو یہ اسقرار حمل میں فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔

پانچواں طریقہ :- اس طریقہ میں عورت سیدھی لیٹ جاتی ہے اور مباشرت کے وقت اپنی ٹانگیں اٹھا کر مرد کے بازوؤں پر رکھ لیتی ہے۔ اس طریقہ میں عورت چوتھے طریقہ کی نسبت آرام میں ہوتی ہے اور خود بھی حرکت کر سکتی ہے۔ لیکن اپنے کندھوں کو حرکت نہیں دے سکتی۔ اس طریقہ مباشرت میں مرد کی حرکت بہت محدود ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے بازوؤں پر عورت کی ٹانگوں کا بوجھ ہوتا ہے۔ اس طریقہ میں مباشرت کے دوران مرد عورت کے جسم کے کسی بھی حصے کا مس نہیں کر سکتا۔ جس کی وجہ سے عورت کو منظر ہونے میں دیر لگتی ہے۔ یہ طریقہ اکثر وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جن کا جنسی ملاپ کافی طویل ہوتا ہے۔ اور وہ مس کے بغیر بھی عورت کو منزل تک پہنچا سکتے ہیں۔

چھٹا طریقہ :- اس طریقہ مباشرت میں عورت اپنی ٹانگیں مرد کی کمر پر رکھ لیتی ہے یا اپنے دونوں پاؤں مرد کی کمر کے پیچھے لپی کر باندھ لیتی ہے اور خود بھی اپنے کولہوں کو اوپر اور نیچے کی طرف حرکت دینے کے قابل ہو جاتی ہے۔ مرد بھی اس طریقے میں پوری طرح آزاد ہوتا ہے۔ اس طریقہ مباشرت میں بھی عضو کا فی اندر تک جانا ہے۔ چنانچہ اکثر جڑ سے اسی طریقہ مباشرت کو اپنا کرتے ہیں۔ اس طریقہ میں مرد اور عورت کا جسم ایک دوسرے کو اچھی طرح چھوتا ہے یہ طریقہ بھی اسقرار حمل کے لیے بہت مفید ہے۔

ساتواں طریقہ :- اس طریقہ میں عورت سیدھی لیٹ کر اپنی ٹانگیں دونوں طرف پھیلا لیتی ہے اور مرد اس کی ٹانگوں کے درمیان دونوں پاؤں پر بیٹھ کر اس کی ٹانگیں اٹھا کر اپنے کندھوں پر رکھ لیتا ہے۔ یا اپنے بازوؤں کے نیچے سے نکال لیتا ہے اور پھر عضو داخل کرتا ہے۔ اس طریقہ مباشرت میں مرد ہر طرح کی حرکت کر سکتا ہے اور عورت کے جسم کے ہر عضو کو بھی اچھی طرح چھو سکتا ہے۔ لیکن عورت آزادی سے حرکت نہیں کر سکتی۔ یہ طریقہ بھی اسقرار حمل کے لیے مفید ہے بشرطیکہ عورت کے چوتھوں کے نیچے تکبہ رکھا ہوا ہو۔

آٹھواں طریقہ :- اس طریقہ مباشرت میں عورت سیدھی لیٹ جاتی ہے۔ مرد اس کے چوتھوں کے نیچے تکبہ رکھ کر اس کے اوپر لیٹ کر اپنے دونوں ہاتھ عورت کی گردن کے پیچھے لپی کر

نہایت عورتوں

باندھ لیتا ہے اور پھر عضو کو اندام نہانی میں داخل کرتا ہے۔ مرد اپنی ہر نیچے کی طرف جنبش کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں سے عورت کو نیچے کی طرف کھینچتا ہے۔ جس کی وجہ سے مردانہ عضو زیادہ اندر کی طرف جاتا ہے اور رحم سے ٹکراتا ہے۔ اس طریقہ مباشرت میں عورت زیادہ تکلیف محسوس کرتی ہے کیونکہ اسے دو طرفہ دباؤ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ یہ طریقہ مباشرت بھی استقرار عمل کے لیے مفید ہے۔

نوال طریقہ :- اس طریقہ مباشرت میں مرد عیدھالیٹ جاتا ہے اور اپنی ٹانگیں موڑ کر گھٹنے اوپر اٹھاتا ہے اور عورت اس کے اوپر لیٹ جاتی ہے۔ اس طریقہ میں تمام جنبش عورت کرتی ہے۔ یہ طریقہ عمل کے لیے مفید نہیں ہے۔ اس سے عورت کے حاملہ ہونے کا امکان بہت ہی کم ہے۔

تباہ و تباہ

اگر ایسا مرد کسی با اختیار پوسٹ پر کام کر رہا ہو یا اپنے کاروباری ادارے کا مالک ہو تو وہ لمحہ بہ لمحہ اینڈری سیکرٹریوں کو بدلتے لگتا ہے۔ ہر دوسرے تیسرے ماہ نئے اینڈری سیکرٹری آجاتی ہے۔ اس سے اس کے دو مقصد حل ہوتے ہیں۔ ایک تو اینڈری سیکرٹری جو اس کے اندرونی آثارِ قدیمہ سے آگاہ ہو جاتی ہے اس کو وہ یہ بات پھیلانے سے پہلے ہی چلتا کر دیتا ہے اور دوسرے جلدی جلدی بدلتا ہوا حسین چہرہ اُسے تروتازہ اور شادابے کھتے میں خاصی مدد دیتا ہے۔ ہندو لیڈر گاندھی کی مثال ہمارے سامنے ہے جو قبر میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھا ہونے کے بعد ہر لمحہ اپنے دائیں بائیں دو جوان کنواری لڑکیاں رکھتا تھا۔ جن کے شاتروں پر وہ اپنے غلبتِ بسم کا بوجھ ڈال کر چلتا تھا اور چلتے میں اس کے دونوں ٹکے اور چھوٹے ہونٹے ہاتھ ان کنواروں کے یستانوں سے ٹکراتے رہتے تھے اس فعل سے

وہ جنسی خط بھی اُٹھاتا تھا اور اس کو اپنے بڑے معایے کا بھرپور
احساس بھی نہ رہتا تھا۔ اس ذہن کے مالک لوگ لڑکیوں کی
قدت اور ان کی جلدی تبدیلی میں ہی اپنے بوڑھے ہونے
کے راز کو چھپائے پھرتے ہیں۔

امساک کی گولیاں

بڑھاپے کی خون ریزی سے نبرد آزما ہوتے والے یہ خوفزدہ مرد اپنی طاقت جنسی کو قائم رکھنے کے لیے کشتے اور امباک کی دوائیں استعمال کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ایک توان کے عضو ناسل میں جو کمزوری آرہی ہے وہ نہ آنے پائے اور دوسرے مادہ متویہ پتلا ہونے کے باعث ان کے فعل میں جو دو راہیہ کم تر ہوتا جا رہا ہے وہ کم تر نہ ہونے سے بچ جائے۔ اگر تو کوئی اچھی صحت مند اور صحیح دوا پلا جائے یا کوئی نیک چارہ گریسر آجائے تو ان کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو جاتا ہے لیکن اگر ان کو بازاری دوا اور ٹھگ قسم کا طبیب مل جائے تو پھر ان کا رہا سہا فن بھی زحمت ہو جاتا ہے۔ امساک کی گھٹیا اور نیز ترین دواؤں پر نہ متل گولیاں ان کو رہی یہی طاقت مردی سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ اور وہ جنس کی اس شوخی کے بوجھ تلے کچھ اس طرح دیتے ہیں کہ نہ جائے رفتن

نہ پائے ماٹن کے عمل کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یعنی نہ
تو وہ اس دوا کو ترک کرتے ہیں کیونکہ ایسی ہی دواؤں سے
ان کی اسخری امید وابستہ ہوتی ہے جسے وہ کسی قیمت پر ٹوٹنے
نہیں دیتے اور نہ ہی یہ دوائیں اُسے مطمئن کر پاتی ہیں کہ جس
سے اس کا مقصد ہو جائے۔ اس لیے اس کے لیے یہ
صورتِ حال بالکل اُس کیل کی سی ہو جاتی ہے جو اسے چھوٹنے
پر آمادہ نہیں ہوتا۔

کم عمر لڑکیاں

بڑے عاے کو کسی حد تک روکیے اور اس سے ایک حد تک نجات حاصل کرنے کا جو سائنسی اور طبی نقطہ نگاہ سے رائج الوقت طریقہ وارد ہے وہ یہ ہے کہ ادھیڑ عمر یا بوڑھے مرد کے بے نوجوان، کم سن (اور اگر میسر ہو سکے تو کنواری) لڑکیاں بالکل وہی کام کرتی ہیں جو نا طاقتی کے شکار جسم کے بے جوان چوزوں کی تکھی.....

اصل میں کم سن اور جوان ہوتی ہوئی لڑکی کے جسم سے بوڑھے مرد کا جسم ساری توانائیاں اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے جس کے بعد لڑکی کا جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ بننے لگتا ہے اور مرد کے لیے ایک حد تک جسمانی طاقت اور قوت فراہم کر جاتا ہے۔ اس عمل سے گذرنے والا بوڑھا مرد تو مزید بوڑھا ہونے سے بچ جاتا ہے مگر وہ کنواری یا کم سن لڑکی وقت سے بہت پہلے جسمانی طور پر مر جاتی ہے۔ اس کا شباب سترہ سال کی عمر میں ہی اُجڑ گیا یا ان

کا منظر پیش کرنے لگتا ہے اور وہ جوانی ہی میں پچاس سال کی بڑھیا دکھائی دیتے لگتی ہے۔

لیکن اس عمل سے ہر بوڑھا مرد نہیں گذر سکتا کیونکہ کوئی جوان لڑکی کھلی آنکھوں سے کسی بوڑھے گھر کے باتروں میں جانے کی بجائے تیار نہیں ہوتی اس کے لیے کسی بہت بڑے مفاد اور رائج کا ہونا ضروری ہے اور ہر زمانے میں دولت سے بڑا لالچ کوئی نہیں رہا۔ لہذا آج کے دور میں بھی کم سن جوانیوں کو یہ ظالم بڑھاپا دولت ہی کے بل بوتے پر خریدتا اور پائمال کرتا ہے۔ اسی لیے میں نے عرض کیا تھا کہ یہ شوخی اپنا ہر بوڑھے کے لیے ممکن نہیں ہے کیونکہ ہر بوڑھا امیر نہیں ہوتا کہ وہ کمسن اور جوان لڑکیوں کو دولت کے سہارے اپنے ممکن آلود بستر پر کھینچ کر لاسکے۔

اس صورتحال کے شکار وہ بوڑھے جن کے پاس دولت کی فراوانی یا تو ہوتی ہی نہیں یا پھر ان کے لیے دولت کی شکل دیکھنا بھی مشکل ہوتا ہے، حرص اور طمع میں جُزبہ ہو کر محض ہونٹوں پر زبان پھیرنے تک محدود ہو جاتے ہیں اور کمسن اور جوان لڑکیوں کو محض دیکھ کر ہی اپنا ٹھکر پورا کر لیتے ہیں ان کی آنکھوں کی چمک محض پسند محض کے لیے کسی جوانی کو دیکھ کر رال ٹپکاتی ہے اور پھر اس کا گہرا ہوتا ہوا اندھیرا مزید تاریک پڑ جاتا ہے۔ بہر حال

جنسی تعلقات کی یہ نشوونما عورت کو بہت ہنگامی پڑتی ہے اگر وہ کم عمر اور کنواری ہو تو.....!

مجموعیت

اس صورتحال میں بعض بوڑھے مرد اپنے ہی ہم جنسوں کو نشاۃ ثانیہ بناتے لگتے ہیں جبکہ یہ ہوتی ہے کہ ایک تو ہم جنس سے جنسی فعل کرنے میں وہ پردہ داریاں اور پابندیاں حائل نہیں ہوتیں جو عورت کو لیے لیے پھرتے میں حائل ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہم جنسیت قدرے سستی پڑتی ہے اس لیے کم پھیوں میں بھی کام چل جاتا ہے۔ اس لیے جوانی میں جنسی بے اعتدالیوں اور شوخیوں کے شکار عزیز بوڑھے بڑھاپے میں اسی طریقے سے بھی اپنا کام نکال لیتے ہیں اور صبر شکر کرتے ہیں۔

یہی صورتحال ان عورتوں کی بھی ہوتی ہے جو ادھیڑ عمری سے بچے کے سفر کے دوران مخالف جنس یعنی مردوں کے التفات

سے محروم ہو جاتی ہیں اور جب ان کے وسائل اور حربے اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ جوان مردوں سے محفوظ ہو سکیں تو وہ بڑھاپے کے شکار ہم عمر مردوں ہی سے فیض یاب ہونا چاہتی ہیں مگر جب وہ بھی ان کی تسلی نہیں کر پاتے تو وہ بھی ہم جنسیت کا شکار ہو کر زہرے بدے چکانے لگتی ہیں۔۔۔۔۔ اس صورتحال میں وہ بھی پھر زہروں کی طرف جانا گوارہ نہیں کرتیں اور باقی کا حصہ عمر اسی قہر کی انجام دہی میں گزار دیتی ہیں۔

میک اپ

ادجڑ عمر عورت کے لیے سب سے بڑا مسئلہ اس کا چہرہ
بن رہا ہے جس پر سب سے پہلے نظر پڑتی ہے۔ وہ اپنے چہرے
کو اونچ دوانچ موٹے میک اپ کی تہ سے نواز کر پوشش کرتی
ہے کہ اس کی آنکھوں کے گرد بننے والے حلقے، اس کے چہرے پر
پیدا ہو جانے والے لکیروں کے جال اور ہونٹوں کی سلوٹیں اس
میں چھپ جائیں گے۔

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں
دیکھنے والے کب اس جھانسنے میں آتے ہیں۔ اس کے ہاتھوں
کی سینر لکیریں اور گردن کا جھوٹا ہوا گوشت اس کے چہرے کی ڈال
چن پر لہر تصدیق ثبت کر دیتا ہے کہ اب ان تلوں میں تیرا
نہیں محض پانی باقی رہ گیا ہے جو چند لمحوں کی قربت کے بعد ہی
نثر شرمٹ سے بہہ نکلتا ہے۔
بہر حال آج کل کی عورتیں میک اپ کے نئے نئے لوازمات

سے پھر پورا استفادہ کرتی ہیں جس کے باعث ان کا بیرون
سے لبریز حسن کافی حد تک اپنی پردہ داری کر لیتا ہے لیکر اس
وقت ان کی شرمندگی دو چند ہو جاتی ہے جب مردان کے
میک اپ کو ہونٹوں اور زبان سے صاف کر کے نیچے سے
ان کا اصلی روپ باہر آتا ہے۔

جانبِ نظر تنگ لباس

جسم کے دوسرے اعضا کی شکست خوردگی کو عورت لباس کی چاذ بیت میں پوشیدہ کرنے کے ہر گز سے واقف ہو جاتی ہے جس کے بعد وہ ٹائٹ قسم کا بریزیر چھاتیوں پر چڑھا کر یہ تاثر دیتی ہے کہ یہ تو ہمالیہ کی وہ چوٹیاں ہیں جن کو ابھی تک کوئی سر نہیں کر سکا۔ سر کے بالوں کو دِگ میں چھپانے سے وہ بوڑھی ہونے کا التام عارضی طور پر اٹھانے سے بچ جاتی ہے۔ خوبصورت پرنٹ پر مشتمل لباس کی جدید ترین تلاش خواش اسے جوان گھوڑیوں میں شامل کر دینے کا قریب ادا کرتی ہے۔ لباس کی ممکنہ حد سے زیادہ تنگی اس کے جسم کے ہر حصے کو کس کر پرکشش بنا دیتی ہے اور وہ لہر لہرا کر چلتی ہوئی سرعام دھوکا دینے میں مصروف ہو جاتی ہے۔

نینوں کے تیر

آج کل ایک اور طریقہ واردات عام ہے کہ جدید ترین ٹیشن کے کالے برقعے کو جسم پر اوڑھ کر عورت اس کا نقاب اس طرح چہرے پر لپیٹتی ہے کہ چہرے پر صرف اور صرف آنکھیں برہنہ رہ جاتی ہیں باقی کا چہرہ نقاب میں چھپ جاتا ہے۔ اب یہ تو ایک عام سی بات ہے کہ تجسس کا مادہ انسان کو بین نہیں لینے دیتا۔ وہ ایسی عورت کے پیچھے لگ جاتا ہے کہ بچانے نقاب کے نیچے اور نیچے کیا ہے۔ نگاہوں کے تیرا سے زخمی کیے دیتے ہیں لمبے لمبے دنبالے دار کا جل کے ڈورے مرد کو ذبح کر رہے ہوتے ہیں اور عورت اپنے شکار کی تڑپ پر خوش ہو ہو کر مزید نقاب کو کسکتی ہے کہ کہیں اس کی گرہ نہ کھل جائے جس کے بعد اس کا پول کھل جاتا ہوتا ہے۔ مگر کب تک؟ جب تنہائی میں نقاب الگ کئے جاتے ہیں تو ہتہ چلتا ہے کہ نقاب کے پیچھے حُسنِ یوسف نہیں چاہا بابل کا کھنڈر ہے۔ اس وقت جو شرمندگی عورت کو ہوتی ہے وہ

اگر صفات پر لائی جائے تو اس کے ماتھے پر آنے والے پسینے سے یہ بھی گیلے ہو جائیں گے۔ اس لیے اسے رہنے دیں۔

پلاسٹک سرجری

ایک امیرانہ اور جگر گیر بن طریقہ کاریہ بھی ہے جس میں عورت یا مرد اپنے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرا کے تمام شکستیں دور کر لیتے ہیں اور مرد چہرے کی حد تک اور عورت چہرے چھاتیوں اور سیٹ کی حد تک قابل قبول بن جاتی ہے۔ لیکن ایک تو یہ طریقہ شوخی بہت ہنگامے اور عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے اور دوسرے یہ ہر سال پچھ پچھنے کے بعد اعادہ چاہتا ہے جس کا ہر کوئی متحمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کام ہمارے ملک میں نہیں، بیرونی ممالک کے ہنگے ترین شہروں لندن، نیویارک وغیرہ میں ہوتا ہے۔ جہاں کے اخراجات ہی عام لوگوں کے بس کا روگ نہیں ہوتے۔ ہمارے ملک کی ایک مشہور مغنیہ اس صورتحال

سے ہر سال بعد دو چار ہوتی ہے۔۔۔ لاکھوں روپے خرچ کر کے وہ لندن جاتی ہے اور اپنے چہرے اور چھاتیوں کی پلاسٹک سرجری کروا کر لوٹ آتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ آج بھی جوان دکھائی دیتی ہے اور اس کا راز اس پلاسٹک سرجری کے علاوہ ایک اور فعل بھی پوشیدہ ہے۔ جس کا ذکر ہم ابھی کریں گے۔

پھر حال چہرے کی حد تک تو اس علاج سے فیض یاب ہوا جاسکتا ہے مگر عضو تناسل اور اندام نہانی کی پلاسٹک سرجری تو نہیں کروائی جاسکتی جس کے باعث یہ طریقہ محض ظاہری شوخی تک ہی محدود ہے۔ اندرونی طور پر اس کا نہ کوئی فائدہ ہے نہ سمیت۔ جب چہرے کا شکار ہو جانے والا اندام نہانی یا عضو تناسل کی اصلیت سے باخبر ہوتا ہے تو اس کے لیے سوائے بھاگ جانے کے اور کوئی راستہ نہیں رہ جاتا۔ جس پر عمل پیرا ہونے کے لیے وہ ہر ممکن طریقہ استعمال کرتا ہے اور دوبارہ ایسے چہروں کے فریب میں آنے سے توبہ کرتا ہے۔

کم عمر لڑکے

ادھیر عمر عیاش عورتیں اپنی بوڑھی جنسی شوخی کو برقرار رکھنے کے لیے کم عمر لڑکوں کو تلاش کرتی ہیں۔ ان کو چپے پیسے اور بعض اوقات جوان لڑکیوں تک کا لالچ دیکر اپنا کام پورا کرتی ہیں لیکن ایسی عورتوں کا شکار ہو جانے والے جوان اور کم سن لڑکے زندگی بھر کے لیے بیکار ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے خوبصورت اور نوجوان جسموں کی ساری رعنائیاں اور توانیاں تو یہ بوڑھی گھوڑیاں سمیٹ لی جاتی ہیں، باقی جو بچتا ہے وہ بھوکا ہوتا ہے جسے ان کے جسموں کی ہڈیوں اور ڈھانچوں میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ دولت کے لالچ میں آکر درجنوں نوجوان ہماری مذکورہ بوڑھی مغیبتہ کے دامِ فریب میں الجھ چکے ہیں اور آج تک اپنی جوانی کے ضائع شدہ دور کو تلاش کرتے پھرتے ہیں مگر ان کے جسم میں نہ جوانی تام کی شے دوبارہ ورائی اور نہ ان کو زندگی نے جوانی کے خوبصورت لمحات سے روشناس

ہونے دیا۔ یہ بوڑھی شوخی کے شکار جوان افراد آٹھ آٹھ
آنسو روتے ہیں مگر کیا وقت لوٹ کر کب آتا ہے۔ ایلے
ایسی عورتوں کا چارہ بنتے سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کر لے
چاہیے جو اپنی اویڑ عمری کی بحیثیت پرٹھانے کے لیے نوجوانوں
کو دولت اور عیاشیوں کی جھلک دکھا کر لوٹ لیتی ہیں۔ اتنی
جنسی شوخی تو برقرار رہتی ہے مگر اس شوخی کا شکار ہوتے والے
رات دن ہاتھ لگا لگا کر روتے رہتے ہیں۔

بلیو پرنٹ

آجکل یہ دوا بھی عام ہو چکی ہے۔ جو مرد یا عورتیں اوچھڑ
عمری اور بڑھاپے کے دور میں قدم رکھ چکے ہیں وہ اپنے
جذبات کی شونگیوں کو از سر نو بیدار کرنے کے لیے بلیو پرنٹس
کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے لیے بڑا مشکل ہوتا ہے کہ وہ جوانی
کے دور کی طرح پل بھر میں جنسی فعل کے لیے تیار ہو جائیں
اب تو ان کے جسوں کی گیلی ٹکڑیوں میں آگ لگانے کیلئے
بلیو پرنٹس بھی کام کر جائیں تو بڑی بات ہوتی ہے۔
بلیو پرنٹس میں وہ جب مردوں اور عورتوں کو رنگ
برنگے طریقوں سے جنسی فعل انجام دیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو
دھیرے دھیرے ان کے مرد خیموں میں آگ کی لہر دوڑنے
لگتی ہے۔ آہستہ آہستہ ان کے جذبات اپنے تھکے ہوئے سر
اٹھانے کی ہمت کرتے ہیں۔ کئی بار یہ پرنٹ دیکھنے کے بعد
ان میں ایک تحریک جنم لیتی ہے اور وہ جنسی شونگیوں کے

۱۰۳

حامل ان پر نٹوں کی تقلید کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے
کیونکہ ان کا مطلع نظر تو صرف اور صرف اپنی شوخیوں کے درجہ کمال
سے قیمتی یاب ہوتا ہوتا ہے جو بڑھاپے کی گود میں سر جھکائے پڑی
ہوتی ہیں۔

اس طریقے سے افادہ حاصل کرنے والوں میں اکثر بوڑھے مرد
جوان لڑکیوں کو ساتھ لیے بیٹھے ہوتے ہیں یا جوان لڑکوں کو گود
میں ٹٹانے بوڑھی عورتیں ان پر نٹوں کو بھونکی نظروں سے گھور رہی
ہوتی ہیں۔

بہر حال ان پر نٹوں سے ہم عمر بوڑھے یا جوان جوڑے بھی
کسب فیض حاصل کرتے دکھائی دے جاتے ہیں کیونکہ دوسرے
جوڑے کو جنسی فعل میں مشغول دیکھنے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے
اس مزے سے جو لطف اور لذت وہ دیکھنے والے کشید کرتے ہیں
اس کا بیان ان ہی کی زبان سے اچھا لگتا ہے۔ ہم اس کیفیت
کو بیان کریں گے تو فحاشی کا الزام لگ جائے گا۔

بہر صورت اصل بات یہ ہے کہ بلیو پرنٹ بوڑھے جذبات کو
شوخی بگڑتے ہیں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی افادیت
مغربی ممالک میں ظاہر ہے جہاں بوڑھے اور ناکارہ مرد اور عورتوں
کے لیے باقاعدہ ایسے انسٹی ٹیوٹ اور تربیت گاہیں موجود ہیں جہاں
ان کو بلیو پرنٹ فلموں کے ذریعہ جذبات کو بیدار کرنے کے طریقوں

۱۰۴

سے آشنا کیا جاتا ہے۔ یہ طریقے بہر حال مصنوعی زمرے میں آتے
ہیں۔ ان طریقوں کی افادیت ہمارے معاشرے میں وہ نتائج
پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ ہمارے معاشرے میں بہر حال ان طریقوں
اور ذریعوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com